"اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح"

ماہنامہ

مشکوٰۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

مارچ 2001ء

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلی علیٰ رسوله الكريم وعلیٰ عبده المسيح الموعودؑ

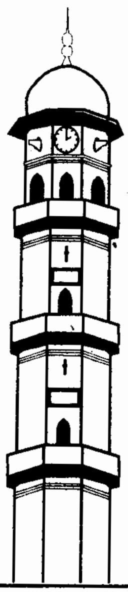

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

MONTHLY MISHKAT QADIAN

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۲۰ امان ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق مارچ ۲۰۰۱ء شمارہ ۳

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم، طاہر احمد امنی

دفتری امور: طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100روپے

بیرون ملک: 30امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10روپے

اداریہ	2	تقویم ہجری شمسی کا اجراء (قسط3)	18
فی رحاب تفسیر القرآن	3	رپورٹ صوبائی اجتماع اڑیسہ	22
کلام الامام	4	بوجھو تو جانیں۔اقوال زریں	23
رجال من الفُرس	5	رپورٹ ریلیف بر موقعہ زلزلہ گجرات	24
اسلام اور علم	7	ریلیف کاموں کے بعض مناظر	34

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

23 مارچ تجدیدِ عہد کا دن!

عالمگیر جماعت احمدیہ 23 مارچ کو یوم مسیح موعود کے طور پر مناتی ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے کہ جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی اذن کے مطابق 1889ء کو سلسلہ بیعت کا آغاز فرمایا تھا۔ اور چالیس مقدسوں نے اس دن خدا کے برگزیدہ مسیح کے دست مبارک پر بیعت توبہ کی سعادت پائی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور دین اور دین کی عزت کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کا عہد کرلیا تھا۔

یہ مبارک دن جو ہر سال ہماری زندگیوں میں آتا ہے دراصل تجدید عہد کا دن ہے۔ ہمیں اپنے اعمال اور عقائد، ایمان وایقان کا جائزہ لینے، تلافی مافات کے لئے جدوجہد کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ پس یہ دن ہر احمدی کو دعوت فکر دیتا ہے کہ کہاں تک وہ اپنے عہد بیعت میں صادق ہے؟ کس قدر وہ غفلتوں اور کوتاہیوں کا شکار ہو رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو جس بلند وبالا روحانی مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں وہ اپنی اس منزل سے کس قدر دور ہے؟ عملی زندگی میں کس قدر جدوجہد کی اسے ضرورت ہے۔ ہر احمدی آج کے دن شرائط بیعت کی روشنی میں اپنی زندگی کا جائزہ لے اور ان شرائط کے مطابق اپنی زندگی گزارنے اور اپنے اخلاقی حالات کی اصلاح کے لئے سعی کرتا رہے تاکہ وہ ان تمام فیوض و برکات کا حقیقی وارث بن سکے جو مامور زمانہ کو ماننے کے نتیجہ میں نصیب ہؤا کرتے ہیں۔ اور ہر احمدی کے دل و دماغ میں ہر آن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک کلمات مستحضر رہیں:

"اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو۔ جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔۔۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ۔ اور نفسانی کینوں اور بغضوں سے الگ ہو جاؤ۔۔۔ نمازوں میں بہت دعا کرو تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔۔۔ اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو! کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

۔۔۔اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔"

(کشتی نوح ص 14)

۔۔۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے (خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں لگے رہیں۔ لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جب تک عملی رنگ میں اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔"

(روحانی خزائن جلد 7 ص 30)

پس آج جب کہ لاکھوں کروڑوں لوگ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان پر بیعت کے حقیقی اغراض اور مقاصد خوب روشن کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ سب بیعت کے مقاصد کو پورا کرتے ہوئے دینی و دنیاوی برکات سے مالا مال ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری زندگی اسلامی تعلیمات کا قابل تقلید نمونہ ثابت ہو۔ اور فوج در فوج جماعت میں داخل ہونے والے عشاق دین مصطفی ﷺ کے دم قدم سے گلشن احمد کو دائمی بہار نصیب ہو۔ آمین

فی رحاب تفسیر القرآن

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاO

اور جس نے اس (نفس) کو (مٹی میں) گاڑ دیا (سمجھو کہ) وہ نامراد ہو گیا

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ مضمون بیان فرماتا ہے کہ جس نے اس وحی کو نہ مانا وہ ناکام ہوا کیونکہ وحی الٰہی فطرت کی طاقتوں کو ابھارنے کے لئے آتی ہے جس نے اسے رد کر دیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ صحیح تعلیم ہمیشہ فطرت کے مطابق ہوتی ہے جو تعلیم فطرت کے جذبات کو کچلنے والی ہو وہ سچی نہیں ہو سکتی کیونکہ وحی اس لئے نازل ہوتی ہے کہ نفس کو اونچا کیا جائے اس لئے نازل نہیں ہوتی کہ اسے مارا جائے اور اس کی طاقتوں کو کچل کر رکھ دیا جائے اسی حکمت کے ماتحت قرآن کریم نے رہبانیت سے منع کیا ہے اور اسی حکمت کے ماتحت اس نے طیب چیزوں کو اپنے نفس پر حرام قرار دے دینا جائز نہیں رکھا۔ دوسرے مذاہب فطرت کی بعض طاقتوں کو کچلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نیکی ہے مگر اسلام اسے نیکی قرار نہیں دیتا۔ اسلام یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر جو قوتیں پیدا کی ہیں صرف ان کا تسویہ ہونا چاہئے اور ان کے استعمال میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ تم فطرت کو مار دو بلکہ وہ کہتا ہے تم فطرت سے اونچا مقام حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ فطرت کا علم ایک مجمل علم ہوتا ہے اور مجمل علم سے نجات نہیں ہو سکتی۔۔۔۔

پس قد افلح من زکّٰھاO وقد خاب من دسّٰھاO کے یہ معنی ہوئے کہ اگر تم اپنی فطری طاقتوں کو ابھارتے ہو تو الٰہی مدد کو حاصل کر لیتے ہو لیکن اگر تم ان طاقتوں کو دباتے ہو اور اس چیز کو ضائع کر دیتے ہو جو تمہیں ہتھیار کے طور پر دی گئی تھی تو تم کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جس قدر قوتیں پیدا کی ہیں سب انسان کی ترقی اور اس کے فائدہ کیلئے پیدا کی ہیں اور یہ وہ ہتھیار ہیں جن سے مختلف مقامات پر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اگر ہم ان میں سے کسی ایک ہتھیار کو بھی پھینک دیتے اور اپنی کسی قوت کو لغو قرار دے کر کچل دیتے ہیں تو ہم اپنی کامیابی کی منزل کو اپنے ہاتھ سے دور کرنے والے بن جاتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے انسان میں عفو کی بھی قوت پیدا کی ہے اور انتقام کی قوت بھی پیدا کی ہے اور یہ دونوں قوتیں ایسی ہیں جن کا برمحل استعمال دنیا کی ترقی میں بہت ممد ہوتا ہے۔ کئی مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں عفو سے کام لینا ضروری ہوتا ہے اور کئی مقام ایسے ہوتے ہیں جہاں انتقام سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ نہ ہر جگہ عفو قابل تعریف ہوتا ہے نہ ہر جگہ انتقام قابل تعریف ہوتا ہے بہر حال یہ دونوں قوتیں اپنی اپنی جگہ نہایت ضروری ہیں لیکن اگر ہم عفو کی قوت کو کچل دیتے ہیں یا انتقام کی قوت کو لغو قرار دیکر اس سے کام نہیں لیتے تو ہم اپنی ناکامی کے سامان آپ مہیا کرتے ہیں کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے جب فطرت کو کچلا نہ جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ پیدا کئے ہیں ان کا جائز اور برمحل استعمال کیا جائے۔ جو شخص اپنی فطرت کو کچل کر یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بڑا با اخلاق ہے یا اپنی فطری استعدادوں کو مٹا کر یہ سمجھتا ہے کہ اس نے نیکی کا کوئی بہت بڑا مقام حاصل کر لیا ہے وہ انتہا درجہ کی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے۔ نیکی اس بات کا نام نہیں کہ فطرت کو کچل دیا جائے یا اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ طاقتوں کو ضائع کر دیا جائے بلکہ نیکی یہ ہے کہ فطرت کو بیدار کیا جائے اور ان قوتوں سے صحیح رنگ میں کام لیا جائے اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ جو شخص فطرت کو کچل دیتا اور اس کی قوتوں کو ضائع کر دیتا ہے وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ دوسرے معنوں کے رو سے اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جس شخص نے اپنی روح کو فطرتی نور سے ہدایت لے کر ابھارا وہ بامراد ہوا یعنی نور الہام کو پالیا مگر جس نے ایسا نہ کیا وہ نامراد رہا یعنی نہ خدا سے نور براہ راست مل سکیگا اور نہ دوسرے کے طفیل مل سکے گا۔ کیونکہ فطرت تو ایک آئینہ تھی اور فطرت نے ہی شمس سے ری فلیکٹر کے طور پر نور لینا تھا جس نے اس فطرت کو زمین میں دبا دیا اسے روشنی کہاں سے آسکتی ہے وہ تو ظلمت میں ہی گرفتار رہے گا اور ظلمت میں ہی اس جہان سے گذر جائے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 9 ص 39-38)

کلام الامام

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انسان کو حقیقی طور پر اس وقت نجات یافتہ کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کے تمام نفسانی جذبات جل جائیں اور اس کی رضا خدا کی رضا ہو جائے اور وہ خدا کی محبت میں ایسا محو ہو جائے کہ اس کا کچھ بھی نہ رہے۔ سب خدا کا ہو جائے اور تمام قول اور فعل اور حرکات اور سکنات اور ارادات اس کے خدا کے لئے ہو جائیں۔ اور وہ دل میں محسوس کرے کہ اب تمام لذات اس کی خدا میں ہیں اور خدا سے ایک لحہ علیحدہ ہونا اس کے لئے موت ہے اور ایک نشہ اور سکر محبت الٰہی کا ایسے طور سے اس میں پیدا ہو جائے کہ جس قدر چیزیں اس کے ماسوا ہیں سب اس کی نظر میں معدوم نظر آویں اور اگر تمام دنیا تلوار پکڑ کر اس پر حملہ کرے اور اس کو ڈرا کر حق سے علیحدہ کرنا چاہے تو وہ ایک مستحکم پہاڑ کی طرح اسی استقامت پر قائم رہے اور کامل محبت کی ایک آگ اس میں بھڑک اٹھے اور گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے اور جس طور سے وہ لوگ اپنے بچوں اور اپنی بیویوں اور اپنے عزیز دوستوں سے محبت رکھتے ہیں اور محبت ان کے دلوں میں دھنس جاتی ہے کہ ان کے مرنے کے ساتھ ایسے بے قرار ہو جاتے ہیں کہ گویا آپ ہی مر جاتے ہیں یہی محبت بلکہ اس سے بہت بڑھ کر اپنے خدا سے پیدا ہو جائے یہاں تک کہ اس محبت کے غلبہ میں دیوانہ کی طرح ہو جائے اور کامل محبت کی سخت تحریک سے ہر ایک دکھ اور ہر ایک زخم اپنے لئے گوارا کرے تا کسی طرح خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ جب انسان پر اس مرتبہ تک محبت الٰہی غلبہ کرتی ہے تب تمام نفسانی آلائشیں اس آتش محبت سے خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہیں اور انسان کی فطرت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو وہ دل عطا ہوتا ہے جو پہلے نہیں تھا اور وہ آنکھیں عطا ہوتی ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔ اور اس قدر یقین اس پر غالب آجاتا ہے کہ اسی دنیا میں وہ خدا کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور وہ جلن اور سوزش جو دنیاداری کی فطرت کو دنیا کے لئے جہنم کی طرح لگی ہوئی ہوتی ہے وہ سب دور ہو کر ایک آرام اور راحت اور لذت کی زندگی اس کو مل جاتی ہے تب اس کیفیت کا نام جو اس کو ملتی ہے نجات رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کی روح خدا کے آستانہ پر نہایت محبت اور عاشقانہ تپش کے ساتھ گر کر لازوال آرام پا لیتی ہے اور اس کی محبت کے ساتھ خدا کی محبت تعلق پکڑ کر اس کو اس مقام محویت پر پہنچا دیتی ہے جو بیان کرنے سے بلند اور برتر ہے۔ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفّا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے"

(روحانی خزائن جلد 23 ص 18-417)

رجال من الفرس حقیقت میں مسیح موعود ہیں

از مکرم عزیز احمد ناصر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

خدا تعالیٰ کے وعدہ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کے بارے میں جہاں بہت سی علامتوں کا ذکر ہے وہاں ایک یہ علامت بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ فارسی النسل ہوگا، بخاری اور مسلم کی روایات میں آنیوالے کے متعلق "رجل من ھٰولاء" کے الفاظ آتے ہیں بعض احادیث میں یہ "رجال" کا لفظ بھی آتا ہے۔ پس یہ دونوں الفاظ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ آسمان سے ایمان لانیوالا ایک شخص ہوگا اور اسے پھیلانے والے بہت سے ہونگے۔ کیونکہ نبی کی جماعت انہی میں شامل ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب آیت "واٰخرین منھم لما یلحقوبھم" اتری تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں حضور خاموش رہے پھر انہوں نے پوچھا پھر بھی حضور نے کوئی جواب نہ دیا پھر جب تیسری دفعہ انہوں نے دریافت کیا تو حضور نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا من ھٰولاء

(ترمذی جلد۲ مطبوعہ مصر ص229)

یعنی وہ ان کی نسل سے اور قوم سے ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے جسم پر ہاتھ رکھ کر صراحت فرمادی کہ یہ اعزاز اور امتیاز جس قوم کو حاصل ہوگا اسکا بانی فارسی الاصل ہوگا اور واٰخرین منھم کی آیت نے ظاہر کر دیا کہ وہ رسول کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہوگا اور اسی معنی کی رو سے وہ صحابہ میں داخل ہے پس حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی اس کا مصداق اصلی ہیں چنانچہ اسی ثبوت کے لئے چند تاریخی ثبوت پیش کئے جارہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ ان کاغذات اور پرانی تحریرات سے کہ جو اکابر اس خاندان کے چھوڑ گئے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ کے وقت میں جو چغتائی کی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا۔ بزرگ اجداد اس نیاز مند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا۔ ہجرت اختیار کر کے دہلی میں پہنچے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 121)

سر لیپل گریفن نے جو ہندوستان کی مختلف ریاستوں کا رزیڈنٹ تھا اپنی مشہور کتاب رئیسان پنجاب میں حضور کے خاندان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

شہنشاہ بابر کے عہد حکومت کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مسمیٰ ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا اور ضلع گورداسپور میں بود باش اختیار کی۔

(رئیسان پنجاب مطبوعہ بمبئی جلد دوم ص 50-49)

پنجاب کے مشہور و معروف مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔ مؤلف (براہین احمدیہ) قریشی نہیں فارسی الاصل ہے۔

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ ص ۱۹۳)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی پر لکھتے ہیں:

" کہ بندوبست مال 1865ء کے کاغذات کے ساتھ جو

ہمارے خاندان کا شجرہ نسب منسلک ہے اس قصبہ قادیان کی آبادی اور وجہ تسمیہ کے عنوان کے نیچے مثبت دستخط مرزا غلام احمد مرتضیٰ صاحب و مرزا غلام جیلانی و مرزا غلام محی الدین وغیرہ یہ نوٹ درج ہے کہ "عرصہ چودہ پشت کا گزرا کہ مرزا ہادی بیگ قوم مغل گوت برلاس مورث اعلیٰ ہم مالکان دیہہ کا بعہد شاہان سلف ملک فارس سے بطریق نوکری ہمراہ بابر بادشاہ کے آکر حسب اجازت شاہی اس جنگل افتادہ میں گاؤں آباد کیا۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مورثان ہمارے کو جانب بادشاہ سے عہدہ قضاء کا عطاء ہوا تھا۔ بباعث لقب قاضیان کے گاؤں کا قاضیان اسلام پور رکھا پھر رفتہ رفتہ غلطی عوام الناس سے قصبہ قادیان مغلاں مشہور ہو گیا تب سے برابر آباد چلا آتا ہے۔ کبھی ویران نہیں ہوا۔

(سیرۃ المہدی ص 108)

پھر علاوہ اس کے خدا تعالیٰ نے خود آپ کو اپنی قوم کی اصلیت کا پتہ دے رہا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے آپ کا ایک الہام ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

ان الذین صدوا عن سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ

کہ جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی الاصل نے ان کا رد لکھا خدا نے اسکی کوشش کی قدر کی۔

ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے

لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس کہ اگر ایمان ثریا پر اٹھایا جائیگا روز زمین سراسر بے ایمانی سے بھر جاتی تب بھی یہ آدمی جو فارسی الاصل ہے اس کو آسمان پر سے لے آتا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 30)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے سو اس پر پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان ہے۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے سو اسی پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکی اور ظنی۔

(اربعین ۲ حاشیہ ص 17)

پس رجل من ابناء الفارس سے مراد وہ شخص ہے جس کی ابتداء فارس سے ہو یعنی جو نسل کے لحاظ سے فارسی الاصل ہو کیونکہ حضرت سلیمان جنکی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ فارس میں نہیں رہتے تھے لیکن تھے وہ فارسی الاصل۔ آپ نے ان کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اسی طرف اشارہ فرمایا کہ میری امت کا رجل فارسی بھی فارس (ایران) میں نہیں ہوگا بلکہ کسی اور ملک میں ہوگا پھر اس کو سلمان فارسی کی طرح فارسی النسل کہا جائیگا۔ لہٰذا ان تمام تاریخی شواہد سے ثابت ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی فارسی الاصل ہیں۔ رجال سے مراد آپ کی جماعت ہے جن کے ایمان کا رنگ و بو صحابہ کی طرح ہے اس لئے آپ نے فرمایا۔

"صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے تعارف پر مشتمل مضمون "وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے" اس شمارہ میں شامل نہیں کیا جاسکا۔ بقیہ اقساط آئندہ شماروں میں جاری رہینگی۔

(ادارہ)

اسلام اور علم

آفتاب احمد۔ دھنباد

علم ع، ل، م مادے سے مل کر بنا ہے اور اس کی ضد جہل ہوتی ہے (۱) ہم کہہ سکتے ہیں کہ " کسی شئے کی حقیقت کا ادراک (Perception) علم ہے۔" یہ دو طرح سے ہوسکتا ہے۔ اوّلاً کسی شئے سے متعلق، اس کے موجود یا موجود نہ ہونے کا فیصلہ کرنا۔ دوم کسی شئے پر اس کی موجودگی یا اس کے منفی ہونے کا حکم لگانا۔(۲)

علم کی باضابطہ تعریفیں

علماء نے علم کی قطعی اور کسی جامع و مانع تعریف سے بالعموم احتراز کیا ہے، لیکن ان کی پیش کردہ صدہا تعریفات کو اگر مجمل صورت دے دی جائے تو بھی ان کی تعداد خاصی ہو جاتی ہے۔ ہم یہاں چند نمایاں تعریفات کا ذکر کریں گے جو کہ درج ذیل ہیں:

علم ایک صفت ہے، جس کے ذریعہ کسی شئے کا ادراک حاصل ہوتا ہے (۳) علم ادراک یا تحصیل یا وجدان (Intuition) یا حقیقت ہے، علم ثبوت ہے۔ علم نام ہے بیان و اثبات، یا تمیز اور قطع کا۔ علم تحقیق ہے، علم افادہ ہے۔ علم تخلیقات اور متصورات کی تحقیق ذہنی ہے۔ علم ایمان ہے۔ یہ ایک صفت اضافیہ ہے عالم اور معلوم کے مابین (4)۔ علم اعتقاد ہے علم ہیئت برہانیہ ہے۔(5) علم کلیات کی بصیرت کا نام ہے علم نور ہے جو خدا کی طرف سے دل پر ڈالا جاتا ہے۔(6)۔

امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ علم کی تعریف علم سے ہی کی جاسکتی ہے اور یہ وہ ہے، جو محال ہے، لہٰذا علم کی تعریف کی کوشش لاحاصل ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ علم ایمان و ایقان اور ذوق اور کشف کا نام ہے، جو ہوتا ضرور ہے مگر اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔(7) اس کے باوجود جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اس کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔

علم کے مختلف تصورات:

الف قرآن مجید:

قرآن مجید میں لفظ علم مختلف اشتقاقی (Derivative) صورتوں میں 778 مرتبہ وارد ہوا ہے۔ قرآن مجید میں اس مادے کے اشتقاقات (Derivative) جس کثرت سے آئے ہیں ان سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ قرآن مجید کی رو سے علم کو غیر معمولی بلکہ فوق العادت اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں علم سے متعلق جو آیات موجود ہیں ان سے خدائے تعالیٰ کے علم کی

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ کی خوشنودی کے لئے علم کی تعلیم لازمی ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے، علم کی تلاش جہاد ہے، بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے، مستحق لوگوں کو علم سکھانا اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہے۔ علم حلال اور حرام (کے مابین امتیاز) کا نشان ہے۔ جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے، تنہائی میں مونس ہے، پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے، دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے، دوستوں میں زینت ہے، علم کے ذریعے بلندی اور امانت ملتی ہے۔ علم اہل علم کی سیرت کو مکمل کر کے اسے دوسروں کے لئے نمونہ بناتا ہے اور ان کے لئے بر و بحر کے رہنے والے دعا کرتے ہیں۔

صفات خاص کا تعلق ہوتا ہے۔

علم کا مصدر و منبع (مبدا Origin) صرف خدا کی ذات ہے اور اس سے زیادہ جاننے والا بھی کوئی نہیں وہ علیم و علام ہے۔ خدا کا علم وسیع و محیط ہے وہ واسع علیم ہے۔ وہ انفس و آفاق کے علم کا مالک اور عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ دلوں کی وہ باتیں بھی جانتا ہے جنہیں لوگ چھپاتے ہیں (8)۔ زمینوں اور آسمانوں کے اسرار اور بحر و بر میں چھپی ہوئی جتنی حکمتیں ہیں خدا کا علم ان سب پر محیط ہے اور مفاتح الغیب کا علم اسی کے پاس ہے (9)۔ جو کچھ آئندہ آنے والا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے۔ یوم الساعۃ کا علم بھی اسی کے پاس ہے۔

> یہ سراسر غلط بیانی ہے کہ مسلمانوں نے علم یونانیوں اور دوسرے عجمیوں سے سیکھا۔ مسلمانوں کی اصل دینی تحریک قرآن مجید سے ابھری۔ مسلمانوں کے نزدیک علم شک سے نہیں یقین سے پیدا ہوتا ہے اور اسی یقین کی بدولت مسلمان تسخیر عالم کے قابل ہوئے

انسان جو علم حاصل کرتا ہے وہ علم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اس کی حقیقت، اس کے نتائج اور اس کے مضمرات کا صحیح علم بھی اسی کو ہے۔ انسان جو علم حاصل کرتا ہے وہ وہبی (Congenital) بھی ہے اور اکتسابی بھی، مگر منبع ہر حال میں خدا کی ذات ہے۔

(ب) علم حدیث کی رو سے اور اہل حدیث کی نظر میں:

قرآن مجید کے بعد رسول کریم ﷺ کی احادیث آتی ہیں جو قرآن کی تشریح و تفسیر کا درجہ رکھتی ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث رسولؐ کی روایت و حفاظت کا علم ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں علم کی دوسری شاخیں، بلکہ حقائق کائنات، مشاہدات اور صانع حقیقی کی صنعتوں کے علم کی طرف اشارے اور ان کے مطالعے کی ترغیب بھی موجود ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے علم قرآن کے حصول کو رحمت الٰہی کا موجب قرار دیا۔ نیز طلب علم کو جنت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے (10)۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اس علم وہدایت کو جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا۔ آپ ﷺ نے اسے فراواں بارش سے تشبیہ دی ہے (جو ثمر آور ہوتی ہے) (11)۔

نبی کریمؐ نے رفاہ عامہ کی خاطر بے غرض حصول علم اور بے غرض اشاعت علم کو بہت سراہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں علیم ہوں اور ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہوں۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ علم کا سیکھنا اور سکھانا ذکر اللہ کی طرح فضیلت رکھتا ہے، نیز آپؐ نے فرمایا کہ خود مجھے اللہ تعالیٰ نے علم کتاب سکھانے کے لیے بھیجا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ کی خوشنودی کے لیے علم کی تعلیم لازمی ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے، علم کی تلاش جہاد ہے، بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے، مستحق لوگوں کو علم سکھانا اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہے، علم حلال اور حرام (کے مابین امتیاز) کا نشان ہے، جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے، تنہائی میں مونس ہے، پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے، دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے، دوستوں میں زینت ہے، علم کے ذریعے بلندی اور امانت ملتی ہے، علم اہل علم کی سیرت کو مکمل کرکے اسے دوسروں کے لیے نمونہ بناتا ہے اور ان کے لیے بر و بحر کے رہنے والے دعا کرتے ہیں (12)۔

یہ ماننا پڑے گا کہ دنیا کی سب سے بڑی علمی تحریک دور اسلامی میں پیدا ہوئی۔ منجملہ دوسری احادیث کے مندرجہ ذیل احادیث میں ان خاص ترغیبی اثرات کا پتہ چلتا ہے جن سے یہ تحریک فروغ

پذیر ہوئی: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"(13)۔
یہ قدرتی امر تھا کہ قرآن و حدیث کی اس رہنمائی میں محدثین، صحابہ و تابعین نے تحصیل علم پر خاص زور دیا۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود لڑکوں کو پڑھتے دیکھتے تو فرماتے: "شاباش! تم حکمت کے سرچشمے ہو، تاریکی میں روشنی ہو۔ تمہارے کپڑے بھلے پھٹے پرانے ہوں تو کیا، مگر دل تو تر و تازہ ہیں۔ تم علم کے لیے گھروں میں مقید ہو، مگر تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو۔"

دنیا میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے ہی علم میں آفاقی (Universal) نظریہ قائم کیا۔ دنیا کی عمومی عالمگیر تاریخ لکھنے کا رواج مسلمانوں سے شروع ہوا۔ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کے تذکرے بھی سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی مرتب کیے، کیونکہ قرآن مجید نے خود سب مذاہب کا تذکرہ کیا ہے۔ اس طرح وہ رجحان جسے آج کل World View کہا جاتا ہے مسلمانوں کا ہی پیدا کردہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا: "آپ کب تک علم حاصل کرتے رہیں گے؟" جواب دیا: "موت تک" سفیان بن عنیہ سے پوچھا گیا: "طلب علم کی سب سے زیادہ ضرورت کسے ہے؟" جو سب سے زیادہ صاحب علم ہے۔" امام شافعیؒ فرماتے ہیں "علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور کسی گنہگار کے دل میں نہیں آسکتا۔"

مسلمانوں کے قدیم علمی نظریے کی خصوصیات:

مسلمانوں کا تصور علم اور بعد میں ان کی ساری علمی تحریکیں قرآن مجید کے اثرات کی رہین منت ہیں۔ یہ سراسر غلط بیانی ہے کہ مسلمانوں نے علم یونانیوں اور دوسرے عجمیوں سے سیکھا۔ مسلمانوں کی اصل دینی تحریک قرآن مجید سے ابھری۔ مسلمانوں کے نزدیک علم شک سے نہیں یقین سے پیدا ہوتا ہے اور اسی یقین کی بدولت مسلمان تسخیر عالم کے قابل ہوئے۔ مسلمانوں کے نزدیک جو علم یقین سے پیدا نہیں ہوتا وہ انتشار ذہنی پر منتج ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے خدا، رسول، آخرت، قرآن مجید، جزا و سزا اور نیکی میں یقین کو لازمی ٹھہرا کر نوع انسانی کے لیے سکون و اعتماد کی فضا پیدا کی ہے اور نامعلوم کے بارے میں جستجو، تحقیقات اور تجربے کو بھی تسلیم کیا ہے۔ تسخیر کائنات قرآنی علوم کا ایک اہم مقصد ہے تاکہ نیکیاں پھیلیں، انسانوں کی فلاح و سعادت کے سامان مہیا ہوں اور کلمہ اللہ تمام عالم پر چھا جائے۔ قرآن مجید کی رو سے انسانی علم معرفتِ خداوندی کے علاوہ ایک مقصدی سلسلہ عمل بھی ہے۔ علم کے ساتھ اعمال صالحہ لازم و ملزوم ہیں۔ علم کا ایک مقصد خدا کی معرفت اور دوسرا تزکیہ نفس ہے۔ ایک اور مقصد اجتماع انسانی کی تہذیب ہے، جو عمومی فلاح و خیر کا باعث ہو۔ علم کا ایک اور مقصد مشاہدہ کائنات اور تحقیق و جستجوئے اشیاء (علم الاشیاء) اور خدا کی حکمتوں کی دریافت ہے۔

بے نفع علم اور بے عمل حکمت قرآنی کے خلاف ہے۔ مگر یہ نافعیت مغرب کے Pragmatism سے مختلف ہے۔ قرآن مجید کی پیش کردہ نافعیت خود غرضی سے پاک ہے اور اس میں دین و دنیا دونوں کا نفع پایا جاتا ہے۔ ان عظیم اصولوں کے تحت اسلام کی علمی تحریک نے عالمگیر اثرات پیدا کیے اور باوجودیکہ بیرونی حملہ آوروں نے بار بار اس تحریک کو تہہ و بالا کیا، مگر قرآن مجید کے گہرے نفوذ کی وجہ سے یہ تحریک ہر بار خود کو از سر نو منظم کرنے میں کامیاب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ تاتاریوں کی تباہ کن یلغار سے اگرچہ مسلمانوں میں عقل تجربی والے سائنسداں اور ان کے معمل (Laboratories) برباد ہوگئے جس کے باعث اسلامی تجربی تحریک جاری نہ رہ سکی، تاہم مسلمانوں کی علمی تحریک جدید مغربی غلبے کے آغاز تک شائستگی

کردار اور عمومی فلاح و سعادت کا بہت بڑا وسیلہ ثابت ہوئی اور مغرب نے اس سے بہت کچھ سیکھا۔

مسلمانوں کی اس علمی تحریک کی ایک خصوصیت اس کی حرکت (Dynamism) تھی، جو عقائد و افکار کو زندگی کی حرکت (عمل) کا ذریعہ بناتی رہی۔ ذہن سے خارج کی طرف سفر اس کا خاصہ تھا۔ عقیدے کی خاطر مسلمان دنیا میں پھیلتے رہے۔ انھوں نے جمادات، حیوانات، جغرافیہ ارضی اور طبعی احوال، یعنی پانیوں، سمندروں، جڑی بوٹیوں، درختوں، پودوں، پرندوں، گھوڑوں، اونٹوں، قبیلوں اور نسلوں کی اقسام وغیرہ کا مشاہدہ کیا اور کتابیں لکھیں اور ان کے لیے سفر اختیار کیے۔

اسلامی تحریک علمی کی دوسری خصوصیت عملیت ہے۔ عملیت سے مراد ان مقاصد کا ذوق ہے جو فرد و اجتماع دونوں کے لیے مفید ہوں۔ مسلمانوں نے بے مقصد اور بے نفع علوم کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔

اس کی تیسری خصوصیت کلیت یا سالمیت ہے، یعنی مسلمانوں نے زندگی کو اس کے اجزاء کے حوالے سے نہیں دیکھا، بلکہ کل کو مد نظر رکھا (یعنی خارج کے ساتھ باطن، حواس و تخیل کے ساتھ عقل و روح اور دنیا کے ساتھ آخرت)۔ دنیا میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے ہی علم میں آفاقی (Universal) نظریہ قائم کیا۔ دنیا کی عمومی عالمگیر تاریخ لکھنے کا رواج مسلمانوں سے شروع ہوا۔ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کے تذکرے بھی سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی مرتب کیے، کیونکہ قرآن مجید نے خود سب مذاہب کا تذکرہ کیا ہے۔ اس طرح وہ رجحان جسے آج کل World View کہا جاتا ہے مسلمانوں کا ہی پیدا کردہ ہے (14)۔

ایک اہم قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے علم کو نیکی کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ ذہانت کے فروغ کے ساتھ ساتھ انسانی ہمدردی اور انسانیت کے جذبے کی تقویت کو مقصود قرار دیا۔ ذوق نیکی کے ساتھ ساتھ زندگی کے نظم اور ادب و شائستگی کی جستجو اور حکمت خداوندی کی دریافت کی بے غرض لگن اسی علمی تحریک کے نتائج ہیں۔

یورپ کی نشاۃ الثانیہ (Renaissance) پر مسلمانوں کی علمی تحریک کے اثرات:

یورپ کی موجودہ تہذیب پر مسلمانوں کی علمی تحریک کا بہت بڑا احسان یورپ میں طریق تجزیہ و تجربہ کا آغاز ہے، جس سے سائنسی طریقے کار اور عمل کی طرف توجہ ہوئی۔ ابتداء میں یہ عمل عقلی انسیت (Rational Humanism) کی شکل میں ظاہر ہوا۔ بیکن (Bacon) کی مشہور کتاب Advancement Of Learning اسی رجحان کی آئینہ دار ہے۔ بعد میں اہل

> ولیم آف نارمنڈی کے ساتھ بیشمار یہودی فضلاء، جنھوں نے مسلمانوں سے علوم حاصل کیے تھے، انگلستان پہنچے، جہاں آکسفورڈ میں انکے ہاتھوں پہلا اسکول قائم ہوا۔ اسی اسکول میں راجر بیکن (1214ء تا 1293ء) نے عربی زبان اور علوم حکمیہ حاصل کیے۔ یہ وہی راجر بیکن ہے جس کے سر یورپ میں تجربی علم کا سہرا ہے۔

مغرب نے سائنسی اکتشافات کی طرف قدم بڑھایا۔ عربوں کے علوم وفنون کے اثرات کا عقلی اثر یہ ہوا کہ درایت (مشاہدہ اور عقلی تجربہ) کی رسم پڑی۔ اس وجہ سے یورپ نے استقراء سے کام لینا شروع کیا اور سائنس اور ریاضی کی طرف توجہ زیادہ ہوئی، اس لیے کہ ان کی بنیاد مشاہدہ و تجربہ پر ہے۔ اسلامی علوم و فنون اور ان کے اسالیب کے زیر اثر یورپ میں نشاۃ الثانیہ کی تحریک ابھری (15)۔

اسلامی علوم فنون نے کچھ تو ہنگری اور بلقانی ریاستوں کے راستے اور زیادہ تر اندلس اور صقلیہ کے راستے یورپ میں نفوذ کیا۔

خلافت اندلس میں پوری علمی آزادی حاصل تھی۔ طلیطلہ اور قرطبہ کے مضافات میں بیشمار خانقاہیں تھیں، جو مسافروں کے لیے اقامت گاہوں کا کام دیتی تھیں۔ یورپ کے تمام ممالک سے طالبانِ علم عربوں کے علمی مرکزوں کا رخ کرتے تھے۔ صقلیہ میں نارمنوں اور فریڈرک دوم اور اس کے جانشینوں نے مختلف علوم فنون (فلسفہ، سائنس اور طب) کی کتابیں لاطینی میں بکثرت ترجمہ کرائیں۔ یورپ میں اندلس کے اسلامی علوم وفنون کی اشاعت بھی فریڈرک کے واسطے سے اطالیہ اور صقلیہ کی راہ سے ہوئی اور فلسفہ وطب کے علاوہ دیگر علوم کی کتابیں بھی لاطینی زبان میں ترجمہ کی گئیں۔ عربی کتابوں کے عبرانی اور لاطینی تراجم یورپ کے لیے سرچشمہ رحمت ثابت ہوئے۔ ولیم آف نارمنڈی کے ساتھ بیشمار یہودی فضلاء، جنھوں نے مسلمانوں سے علوم حاصل کیے تھے، انگلستان پہنچے، جہاں

> مسلمانوں نے علم تاریخ کو اتنی ترقی دی کہ تاریخ نویسی کے سائنسی انداز کی موجودہ مغربی تحریک بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکی۔ واقعات لکھتے وقت ہر فقرے کے لیے ماخذ کا التزام مسلمانوں کا دستور رہا ہے، جواب علمائے یورپ کا معمول بھی ہے۔

آکسفورڈ میں ان کے ہاتھوں پہلا اسکول قائم ہوا۔ اسی اسکول میں راجر بیکن (1214ء تا 1293ء) نے عربی زبان اور علوم حکمیہ حاصل کیے۔ یہ وہی راجر بیکن ہے جس کے سر یورپ میں تجربی علم کا سہرا ہے۔ مسیحی یورپ نے مسلمانوں کے علوم راجر بیکن سے سیکھے تھے، جس نے خود آکسفورڈ کے علاوہ پیرس میں قیام کر کے مسلمانوں کے علوم سیکھے تھے۔ وہ برملا اعتراف کرتا تھا کہ اس کے معاصرین کے لیے علم صحیح کا واحد ذریعہ صرف عربی زبان اور اس کے علوم ہیں۔ اسے اقرار تھا کہ اس نے ارسطو کا فلسفہ ابن رشد کی تصانیف کے تراجم سے سمجھا ہے (16)۔

فلسفہ (Philosophy)

مسلمانوں نے ہی مغرب کو فلسفہ یونان سے آشنا کیا اور یونانی حکمت سے یورپ اہم علم کو اس وقت شغف پیدا ہوا جب وہ عربی فکر سے آشنا ہوئے۔ یورپ پر گہرا اور دیرپا اثر بو علی سینا کے لاطینی تراجم سے ہوا۔ بو علی سینا نے جو تصورات یورپ کو دیے ہیں ان میں معقولات (Intentio) بالخصوص قابل ذکر ہے، جس کے معنی ہیں وہ چیزیں جو عقل سے سمجھ میں آسکیں۔ اپنے زمانے کا مشہور صاحب علم البرٹس میگنس (Albertus Magnus) (1193ء تا 1280ء) ابن سینا کے علاوہ الفارابی اور ابن رشد کے افکار سے بھی مستفید ہوا۔ اس کے افکار کا ماخذ ابن میمون کے عربی تراجم تھے۔ البرٹس میگنس کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ارسطو کے فلسفے کو لاطینی ثقافت میں سمو دیا۔

مغرب کے مصنف الفارابی کی تصانیف سے بھی حیرت انگیز طور پر متاثر ہوئے۔ بعض اہم مسائل میں الفارابی اور سینٹ تھامس ایکویناس (St.Thomas Aquinas) (1214ء تا 1282ء) میں حیرت انگیز مشابہت پائی جاتی ہے، مثلاً عقل انسانی کی اہمیت، وجود باری تعالیٰ، توحید ذات، عرفان الٰہی کا امکان، کلام الٰہی کا ذہن انسانی پر وارد ہونا، اسمائے باری تعالیٰ، معجزات کا دلیل نبوت ہونا اور حشر اجساد وغیرہ (17)۔

علم تاریخ (History)

اس علم کے ساتھ مسلمانوں سے زیادہ کسی نے اعتنا نہیں کیا۔ مسلمانوں سے پہلے تاریخ محض واقعات (بلاسند) پر مبنی تھی، جسے توہم و تفاخر اور قصہ داستان کا مجموعہ سمجھا جاسکتا ہے۔ مسلمان چونکہ امر واقعہ کی صداقت کے جویا رہتے تھے، لہٰذا انھوں نے علمی بنیادوں پر علم تاریخ کی بنیاد قائم کی، جس کے لیے انھوں نے شہادت، رویت، و روایت تینوں کو اہمیت دی۔ انھوں نے ہر قسم کی روایتوں میں سند کی مسلسل جستجو کی اور راویوں کے حالات اس سعی و تلاش سے بہم پہنچائے کہ اسے ایک عظیم

فن بنادیا۔ الطبری کی تاریخ الرسل والملوک، البلاذری کی فتوح البلدان، ابن الاثر کی الکامل اور ابن سعید کی طبقات، اسی طرح البدایہ والنہایہ تاریخ اور سوانح کی عظیم کتابیں ہیں۔ جن کی مثال نہیں ملتی۔ سنہ وار واقعات کا بیان بھی عرب مؤرخین کی امتیازی خصوصیت ہے۔ عبدالرحمٰن ابن خلدون فلسفہ تاریخ اور علم الاجتماع (Sociology) کا موجد ہے۔ المسعودی نے فن تاریخ کا انسائیکلوپیڈیا تیار کیا۔

> مسلمانوں نے ایمونیا، نائٹرک ایسڈ، ہائیڈرو کلورک ایسڈ، پوٹاش، کلورائیڈ آف مرکری، گندھک کے تیزاب، الکحل اور صابن جیسی چیزوں سے دنیا کو روشناس کرایا، ان کے تناسبات اور امتیاز کو معلوم کیا، گیسوں کی خاصیتیں دریافت کیں اور زہریلی معدنیات کو نہایت مفید ادویات میں تبدیل کردیا۔ غرض علم کیمیا اپنے ارتقاء اور اصلیت کے لیے اہل عرب کی سعی و کوشش کا رہین منت ہے۔

مسلمانوں نے علم تاریخ کو اتنی ترقی دی کہ تاریخ نویسی کے سائنسی انداز کی موجودہ مغربی تحریک بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکی۔ واقعات لکھتے وقت ہر فقرنے کے لیے ماخذ کا التزام مسلمانوں کا دستور رہا ہے، جواب علمائے یورپ کا معمول بھی ہے (18)۔

علم جغرافیہ (Geography)

مسلمانوں نے علم جغرافیہ کو بھی بے حد ترقی دی۔ انھوں نے دور دراز ممالک کے سفر کیے تمام دنیا کے عجائبات دریافت کیے، حدود زمین کی پیائش کی اور مختلف اقوام وملک کے حالات لکھے۔ اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کا جغرافیہ ذاتی مشاہدات پر مبنی تھا۔ انھوں نے ایسے سفر نامے مرتب کیے جن سے دنیا کے ان ممالک کے حالات معلوم ہوئے جہاں اہل یورپ کا گزر تک نہ ہوا تھا۔ المقدسی نے اس موضوع پر انسائیکلو پیڈیا تیار کیا۔ مشہور جہاز راں واسکوڈی گاما جب افریقہ کے سمندروں میں بھٹک رہا تھا اور اسے ہندوستان کی سمت نہیں مل رہی تھی تو ایک عرب جہاز راں احمد ابن مجید نے اس کی رہنمائی کی اور اسے ہندوستان کے راستے پر ڈالا۔ ابو عبداللہ ابن بطوطہ، ابن جبیر، ابوریحان البیرونی کے سفر نامے معلومات کے خزانے ہیں۔ الادریسی کی نزہۃ المشتاق یورپ کے جغرافیہ نویسوں کا واحد ماخذ رہا ہے۔ شاید دنیا کا پہلا نقشہ مسلمانوں ہی کا بنایا ہوا تھا۔

علم ہیئت ونجوم (Astronomy And Astrology)

اس فن کو باقاعدہ علم کے درجے پر پہنچانے والے مسلمان علماء ہی تھے۔ انھوں نے ان تمام ستاروں کی فہرست تیار کی جو اس حصہ آسمان پر نظر آتے تھے جوان کے مقابل تھا اور بڑے بڑے ستاروں کے نام رکھے، جو آج تک تبدیل نہیں ہوئے۔ انھوں نے یہ اصول دریافت کیا کہ شعاع نور فضاء میں بہ شکل قوس (Arc) گزرتی ہے۔ چاند اور سورج کے افق پر نظر آنے کی توجیہ کی اور بتایا کہ یہ اجرام فلکی قبل از طلوع اور بعد از غروب کیوں دکھائی دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے شفق کی اصلیت اور ستاروں کے جھلملانے کی صحیح وجہ دریافت کی۔ یورپ میں جو پہلی رصد گاہ (Observatory) قائم ہوئی وہ مسلمانوں ہی کی بنائی ہوئی تھی۔ اجرام فلکی کی نقل وحرکت کے متعلق مسلمانوں کی تحقیقات کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ زمانہ حال کے ماہرین ریاضیات نے ان کے رصدی نتائج (Observations) سے استفادہ کیا ہے (19)۔ یورپ کے قرون وسطیٰ میں احیائے علوم کی طرف جو پہلا قدم بڑھایا گیا وہ الفرغانی کی کتاب "مبادیات علم نجوم" کا ترجمہ تھا (20)۔ ابن منصور کی اس موضوع پر لکھی گئی کتاب "کتاب الاعمال" آج بھی مستند مانی جاتی ہے۔

علم المناظر والمرایا (Optics)

یورپ کے "الہیزان" (Alhazan) (21) ابن الہیثم کی کتاب "الفجر الشفق" سے کیپلر (Kepler) کو انعکاس کرۂ ہوائی (Reflection In Air) کا علم ہوا۔ ابن الہیثم کی دوسری عظیم کتاب "کتاب المناظر" ہے، جس کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا تھا اور جس سے کیپلر نے اپنی کتاب مناظر میں بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ اس میں آئنوں کے نقطہ اجتماع الضوء (Convergence Of light to a Point)، ان میں تماثیل (Images) کے ظاہری مقامات اور مسئلہ انعطاف شعاعی (Refraction Of Light) کا بظاہر بڑا پن، وغیرہ مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ ابن الہیثم کی اس کتاب کو یورپ کی معلومات علم مناظر کا ماخذ خیال کیا جاتا ہے (22)۔

> مسلمانوں نے یورپ میں تین ایسی ایجادیں رائج کیں جن میں سے ہر ایک نے دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیا۔ قطب نما جس کی برکت سے یورپ دنیا کے بعید ترین کناروں تک پہنچ گیا، بارود جس نے پرانے جنگجوؤں کے اقتدار کا خاتمہ کردیا اور کاغذ جس سے کتابوں کی اشاعت میں آسانی پیدا ہوئی۔

الجبر والمقابلہ (Algebra)

خود الجبرا کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے موجد مسلمان ہی ہیں۔ مسلمانوں نے علوم ریاضیہ کو بہت ترقی دی۔ ابو جعفر محمد ابن موسیٰ الخوارزمی کی کتاب الجبر والمقابلہ کے انگریزی ترجمہ سے اہل یورپ نے بہت کچھ استفادہ کیا ہے (23)۔ علم ریاضی کی ایک اہم شاخ Algonithm اسی الخوارزمی کے نام پر ہے۔ نالینو (Nalino) نے الخوارزمی کی کتابوں کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس فن میں مسلمان ہی یورپ کے استاد تھے۔

علم ہندسہ (Geometry)

رقوم ہندسیہ اہل ہند کا علم ہے۔ تاہم یورپ میں سب سے پہلے رقوم ہندسیہ کو روشناس کرانے والے مسلمان ہی تھے۔ اپنے وقت میں مشینوں کی ایجاد میں مسلمان کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اس کی شہادت ان عظیم جنگوں کی تنظیم سے ملتی ہے جن میں مسلمانوں کی بالادستی مسلم ہے اور اس بالادستی کی ایک وجہ مشینوں کا استعمال تھا۔ ڈاکٹر لیبان (Le Bon) کے مطابق مسلمانوں نے میکانیکس کے آلات ایجاد کیے اور اس بارے میں یورپ ان کا شاگرد بنا (24)۔ میکانیکی سائنس پر حکیم جزری نے تیرہویں صدی عیسوی میں ایک زبردست تحقیقی کتاب لکھی۔ آبی گھڑی مسلمانوں کی ایجاد ہے۔

علم الکیمیا (Chemistry)

مسلمانوں نے مختلف قسم کے تیزابوں کی ایجاد اور علمی نقطہ نظر سے علم کیمیا کی صحیح بنیاد ڈالی۔ انہوں نے ایمونیا، نائٹرک ایسڈ، ہائیڈروکلورک ایسڈ، پوٹاش، کلورائیڈ آف مرکری، گندھک کے تیزاب، الکحل اور صابن جیسی چیزوں سے دنیا کو روشناس کرایا، ان کے تناسبات اور امتیاز کو معلوم کیا، گیسوں کی خاصیتیں (Properties Of Gases) دریافت کیں اور زہریلی معدنیات کو نہایت مفید ادویات میں تبدیل کردیا (25)۔ غرض علم کیمیاء اپنے ارتقاء اور اصلیت کے لیے اہل عرب کی سعی و کوشش کا رہین منت ہے۔ یورپ کا "گیبر" (Gaber) (26) جابر بن حیان کو علم کیمیاء کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔

علم طب (Medicine)

مسلمانوں کی طب سے یورپ ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہا ہے۔ یورپ میں علم طب کا سب سے پہلا مدرسہ سلرنو (جنوبی اٹلی) کا تھا جسے مسلمانوں نے قائم کیا تھا۔ اس کے علاوہ بارہویں

صدی) عیسوی کے بعد یورپ میں متعدد یونیورسٹیاں قائم ہوئیں ، جو علوم جدیدہ کا مرکز بن گئیں ۔ مثلاً بولونیہ (Bologne)پادودہ (Padova) اور پیرس ،جہاں تعلیم و تدریس کی بنیاد قدیم مصنفین کے عربی تراجم پر تھی۔وی آنا (Vienna) (1520ء) اور فرینکفرٹ (1588ء) میں طب کا نصاب بوعلی سینا کی القانون اور الرازی کی الحاوی اور المصوری پر مبنی تھا۔ ابن زہر اندلسی نے طب کے موضوع پر ایسی کتابیں لکھیں جو آج بھی مستند ہیں۔ ان کی کتاب "التاثیر" دواؤں کے خواص اور طریقہ علاج کے سلسلے میں اپنے موضوع پر حرف آخر اور سند مانی جاتی ہے۔ابن خطیب اندلسی نے طاعون کے اسباب کے متعدی (Contagious) ہونے اور اس کے پیشگی تحفظات و پیش بندیوں کے اصول مقرر کیے۔ پتھری کا نکالنا اور چیچک کا علاج مسلمانوں کی اولیات ہیں۔

نظریہ ارتقاء(Theory Of Evolution)

نظریہ ارتقاء(Theory Of Evolution)کا موجد چارلس ڈارون(Charles Darwin) سمجھا جاتا ہے، جس نے حیاتیات میں نسل انسانی کو ایک ارتقاء یافتہ مخلوق قرار دیا ہے۔اس نے ثابت کیا ہے کہ پہلے حیات کا آغاز جمادات کے ترقی یافتہ مواد سے ہوا جس نے نباتات کی شکل اختیار کی، اس کے بعد ترقی کرکے اس میں حیوان کے خصائل پیدا ہوئے اور وہ حیوان اب ترقی یافتہ انسان ہے۔ اس ارتقائی حقیقت کو مسلمان صدیوں پہلے معلوم کر چکے تھے۔ان حکمائے اسلام میں مصنفین اخوان الصفاء، ابن مسکویہ ،نصیر الدین طوسی، نظام عروضی سمرقندی اور مولانا روم قابل ذکر ہیں۔ مگر مسلم حکماء نے قرآنی عقیدہ کی تخلیق آدم کو نظر انداز نہیں کیا۔ادھر حکمائے یورپ میں سے بعض تخلیق خاص(Special Creation) کے بھی قائل ہیں اور ڈارون کے سارے نتائج سے متفق نہیں ہیں۔ہربرٹ اسپنسر (Herbert Spencer)کا نظریہ Emergent Evolution بھی اس سلسلے میں قابل غور ہے۔مسلمان حکماء نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ حرف بہ حرف وہی ہیں جو انیسویں صدی کے آخر میں ڈارون ، اسپنسر اور ہکسلے (Huxley)وغیرہ کی زبان سے ادا ہوئے(27)۔

علم ادب(Literature)

مسلمانوں کے علوم نے یورپی ادبیات کو کافی متاثر کیا۔

مسلمانوں نے صرف علوم وفنون سے یورپ کو نئی زندگی نہیں عطا کی، بلکہ اسلامی تہذیب کے بیشمار اثرات نے یورپ کی سماجی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا۔اہل یورپ مسلمانوں کے اخلاق و اعمال سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان میں اپنے وحشیانہ اخلاق و اوضاع کو دور کرنے کا جذبہ پیدا ہوا......مذہبی اصلاح کے اسی جذبے نے مذہبی انقلاب کی صورت اختیار کرلی جس کا ظہور پروٹسٹنٹ مذہب کے نام سے ہوا۔فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی مارٹن لوتھر تھا، جس نے قرطبہ اور طلیطلہ میں عربی فلسفے اور علوم اسلامیہ کی تعلیم پائی تھی۔اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلام کے ہی مطالعے سے لوتھر کو کیتھولک چرچ میں اصلاح کا خیال پیدا ہوا۔

پروفیسر آسن پلاسیس (Asin Palaceis)نے دعویٰ کیا ہے کہ مسلمانوں کے علم کائنات اور معراج رسول اللہ ﷺ کی حکایات اور ابن العربی (شیخ محی الدین محمد بن علی 1165ء تا 1240ء) کی کتابوں کے عناصر دانتے (Dante)کی طربیہ خداوندی(Divina Commedia)کا ماخذ ہیں۔اسی طرح ابن العربی کے فلسفیانہ خیالات اور مسلمان صوفیہ کے تصور عشق کا

عکس دانتے کی نظموں میں پایا جاتا ہے (28)۔ الف لیلہ کی داستان نے مغرب پر خاص اثر ڈالا جس سے بوکیشیو جیوانی (Boccacio Giovanni) کی ڈیکامیرن (Dacameron) اور اٹلی اور فرانس میں قصہ نویسی کی مختلف صورتوں کو فروغ نصیب ہوا۔

مسلمانوں نے یورپ میں تین ایسی ایجادیں کیں جن میں سے ہر ایک نے دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیا (1) قطب نما، جس کی برکت سے یورپ دنیا کے بعید ترین کناروں تک پہنچ گیا۔ (2) بارود، جس نے پرانے جنگجوؤں کے اقتدار کا خاتمہ کردیا اور (3) کاغذ، جس سے کتابوں کی اشاعت میں آسانی پیدا ہوئی۔

دیگر اثرات

مسلمانوں نے صرف علوم و فنون سے یورپ کو نئی زندگی نہیں عطا کی، بلکہ اسلامی تہذیب کے بیشمار اثرات نے یورپ کی سماجی زندگی میں انقلاب پیدا کردیا۔ اہل یورپ مسلمانوں کے اخلاق و اعمال سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان میں اپنے وحشیانہ اخلاق و اوضاع کو دور کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

مذہبی اصلاح کے اسی جذبے نے مذہبی انقلاب کی صورت اختیار کرلی جس کا ظہور پروٹسٹنٹ مذہب کے نام سے ہوا۔ فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی مارٹن لوتھر تھا، جس نے قرطبہ اور طلیطلہ میں عربی فلسفے اور علوم اسلامیہ کی تعلیم پائی تھی۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلام کے ہی مطالعے سے لوتھر کو کیتھولک چرچ میں اصلاح کا خیال پیدا ہوا۔

فلاح عامہ کے لیے عمارات مسلمانوں کے ہر دور میں ملتی ہیں۔ مدارس، شفاخانے، سرائیں، پل، حمام، ہر دور میں بنتے رہے۔ فن تعمیر میں بعض اسالیب، باغ آرائی کے طریقے، آرائش کتاب کی حسین صورتیں، تذہیب، خطاطی اور مصوری مسلمانوں کے لیے وجہ امتیاز تھیں۔ مغرب ان کے اثرات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا تھا۔

مسلمانوں نے مذہبی اصلاح کے علاوہ یورپ کو معاشرتی مساوات (کالے گورے کے فرق کو مٹانا) حریت، اخوت، عدل اور انسان دوستی کا سبق بھی دیا اور اندلس اور صقلیہ میں اس پر عمل بھی کر کے دکھادیا۔

اسلام نے یورپ کے علوم و فنون کے علاوہ اس کے تمدن تہذیب و معاشرت، صحت و صفائی، طہارت و پاکیزگی، پابندی وقت اور ضابطہ پسندی وغیرہ پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ موجودہ یورپ کی علمی، فکری اور مذہبی بیداری مسلمانوں کی ہی مرہون منت ہے اور اس کے کئی عسکری اور تنظیمی ادارے مسلمانوں کے اثر کے عکاس ہیں۔

> روز نتھال نے بھی کچھ اسی انداز میں اپنی کتاب Knowledge Triumphant میں خراج تحسین ادا کرتے ہوئے لکھا ہے: "اسلام نے علم پر اتنا ہمہ جہت زور دیا ہے کہ اس کے زیر اثر قرون وسطیٰ کی اسلامی تہذیب و ثقافت نے بڑے بڑے علماء اور مفکرین پیدا کیے۔ یہ اسلامی تہذیب کا ایسا کارنامہ ہے کہ جس کی فیض رسانی سے عالم انسانیت تا ابد مستفید ہوتا رہے گا اور علم کو جو مرکزی اہمیت اسلام نے دی ہے اس کی نظیر کسی اور تہذیب میں نہیں ملتی۔"

مغرب میں عملی تحریک آج شباب پر ہے اور یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ قیمت اور معنی کے اعتبار سے مسلمانوں کے علوم آج کے ترقی یافتہ علوم کے ہم سنگ ہیں۔ بریفالٹ کے بقول "ہم جس چیز کو سائنس کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ ان امور کا نتیجہ ہے جس سے تحقیق کی نئی روح پیدا ہوگئی، تفتیش کے نئے طریقے معلوم کیے گئے، تجربے، مشاہدے اور پیمائش کے اسلوب اختیار کیے گئے۔ ریاضیات کو ترقی دی گئی اور یہ سب ایک

شکل میں نمایاں ہوا جس سے یونانی بے خبر رہتے۔ یورپ میں اس روح اور ان اسالیب کو رائج کرنے کا سہرا عربوں کے سر ہے۔ 29

روز نتھال نے بھی کچھ اسی انداز میں ہی اپنی کتاب Knowledge Triumphant میں خراج تحسین ادا کرتے ہوئے لکھا ہے "اسلام نے علم پر اتنا ہمہ جہت زور دیا ہے کہ اس کے زیر اثر قرون وسطیٰ کی اسلامی تہذیب وثقافت نے بڑے بڑے علماء اور مفکرین پیدا کئے۔ یہ اسلامی تہذیب کا ایسا کارنامہ ہے کہ جس کی فیض رسانی سے عالم انسانیت تا ابد مستفید ہوتا رہے گا اور علم کو جو مرکزی حیثیت اسلام نے دی ہے اس کی نظیر کسی اور تہذیب میں نہیں ملتی." 30

حواشی:

1۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور 1977ء مقالہ "علم"

2۔ راغب: مفردات

3۔ عضد الدین عبدالرحمن الایجی: المواقف فی علم الکلام

4۔ الامدی: الابکار الافکار

5۔ کتاب السعادۃ

6۔ ابوطالب المکی: قوۃ القلوب

7۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ "علم"

8۔ سورۃ آل عمران (18:3)

9۔ سورۃ الانعام (59:6)

10۔ ابوداؤد کتاب العلم

11۔ بخاری: کتاب العلم

12۔ ابوداؤد: کتاب العلم

13۔ ابن ماجہ: سنن

14۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ "علم"

15. Braffault: The making of Humanity, London 1919

16. Braffault: The making of Humanity, London 1919 P.P.201,202,203. George Sarton: Introduction to the History of Science Baltimore 1931,2:960-961

17. T.W. Arnold and Alfred Guillaume : The Lagecy of Islam, London, 1931. pp 227

18۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ "علم"

19. Draper: Conftict Between Religion and Science, London, 1885. pp.158-159

20. Smith Williams: History Of World Historians, London, 1907, pp.227

21۔ ماہنامہ ہدیٰ نئی دہلی پندرھویں صدی ہجری نمبر

22۔ لیبان: تمدن عرب، اردو ترجمہ از سید علی بالگرام، آگرہ ص 434

23۔ تمدن عرب ص 417

24۔ تمدن عرب

25۔ تمدن عرب ص 436

26۔ ماہنامہ ہدیٰ نئی دہلی پندرھویں صدی ہجری نمبر

27۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ "علم"

28۔ اندلس کی اسلامی میراث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

29. Braffault: The making of Humanity, London 1919

30. Lyden Knowledge Triumphant, 1970, pp.340

بشکریہ ماہنامہ سائنس جنوری 2000

تقویم ہجری شمسی کا اجراء---------(3)

ماہ امان بمقابل مارچ

اعتماد: کتابچہ شانِ خاتم النبیین (۳)

از عزیزہ منصورہ اللہ دین۔حیدر آباد

تقسیم ہجری شمسی کا تیسرا مہینہ امان ہے۔

یہ شمسی مہینہ جس کا نام عیسوی سن کے لحاظ سے مارچ ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں تمام بنی نوع انسان کے اموال ونفوس اور عزتوں کی حرمت فرمائی۔اس مناسبت سے تاریخ اسلام کے گہرے مطالعہ کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجری شمسی سن کے لحاظ سے اس مہینے کا نام امان تجویز فرمایا:

سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی

سلام اس پر کہ ابوسفیانؓ کو جس نے اماں دی ہے

قارئین کرام! امان دینے کی قوت وہ قوت ہے جس سے نہ صرف نوع انسان کو بلکہ جانوروں کو بھی حصہ دیا گیا ہے۔ دنیا میں ہر مخلوق اپنی صنف کے افراد کو امان دے رہی ہے اور یہی وہ وصف ہے جو ایک ماں کی ممتا میں ایک باپ کی شفقت میں ایک شوہر کی محبت میں ایک ہمسایہ کے حسن سلوک میں اور ایک حاکم کی حکومت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے کسی کا حلقہ اثر وسیع ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے اس خلق کی اہمیت وافادیت بڑھتی چلی جاتی ہے اور جس قدر کسی کی طبیعت میں ہمدردی خلائق کا جذبہ موجزن ہو، اتنا ہی زیادہ اس کا وجود نفع رساں ہوتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت ورسالت کے دائرہ کو تمام بنی نوع انسان پر محیط فرمایا گویا آپ کا وجود ایسی عالمگیر افادیت اپنے اندر رکھتا ہے جس میں کسی رنگ ونسل اور ملک وقوم کا امتیاز نہیں۔

پس اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امان دینے کی جو قوت عطا ہوئی وہ بے نظیر ہے اور اس وصف میں بھی ہمارے سیدنا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہر لحاظ سے کامل ومکمل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام بنی نوع انسان کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے کامل ہمدردی اور غمخواری کے نازک احساسات وجذبات کا جامع و مانع نقشہ سورۃ توبہ کی آیت 128 میں کھینچا ہے جس کا ترجمہ ہے یقیناً تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مؤمنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

گویا اس رحمۃ للعالمین کی دلی کیفیت یہ ہے کہ مومنوں کے لئے خصوصاً اور تمام نوع انسان کے لئے عموماً کسی نوع کی تکلیف اور مصیبت قطعاً برداشت نہیں اور دوسری طرف خیر پہنچانے کے لئے اس قدر حریص ہے کہ ناممکن ہے کوئی صورت خیر پہنچانے کی آپ کو نظر آئے اور اس سے فائدہ نہ پہنچایا ہو۔اس لحاظ سے جب ہم آپ کی سرت طیبہ کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آپ کی ساری زندگی ہی مخلوق خدا کے لئے امن وامان اور سکھ چین کے سامان مہیا کرنے میں گزری۔تو آیئے! امان یعنی تحفظ حقوق انسان کے وصف میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمانہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ کریں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے صرف

چند ماہ قبل کی بات ہے جب آپ ایک لاکھ چوبیس ہزار قدوسیوں کے ساتھ حج کرنے کے لئے مدینہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اس موقعہ پر مزدلفہ سے لوٹتے پر حج کے قواعد کے مطابق آپ منیٰ میں ٹھہرے اور گیارھویں ذوالحجہ کو تمام مسلمانوں کے سامنے جو یادگاری خطبہ ارشاد فرمایا اسے بجا طور پر انسانی حقوق کا بنیادی چارٹر کہا جاسکتا ہے۔ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد اپنی بنیادی باتوں کو انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کر کے یو این او نے ایک دستاویز کے رنگ میں منظور کیا ہے۔ یہ خطبہ اس جہت سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو! عین ممکن ہے کہ اس کے بعد میں کبھی اپنی زندگی میں اسطرح تم سے مخاطب نہ ہوسکوں۔ اس لئے تم میری ان باتوں کو غور سے سنو...
اور یاد رکھو! جیسا کہ یہ دن اور یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے اسی طرح تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ میری ان باتوں کو جو سن رہا ہے وہ اس تک پہنچائے جو اس جگہ موجود نہیں ہے۔ اس طرح اس تاکیدی وصیت کا دائرہ اس زمانہ کے مخاطبین سے شروع ہو کر قیامت تک آنے والے غائبین تک ممتد ہے۔

اس تاریخی خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کرنے، وارثوں کے حقوق کو نقصان پہنچانے والی وصایا سے احتراز کرنے قیدیوں اور غلاموں سے حسن سلوک کرنے غرباء کا خون چوسنے والی سود کی لعنت سے دور رہنے کی تلقین فرمائی اور عالمگیر مساوات کے قیام کی بنیاد ڈالی اور یوں آپ ہی کے مبارک وجود سے انسانیت زندہ باد کا حقیقی اور عارفانہ نعرۂ بلند ہوا جس کی صدائے باز گشت آج بھی کسی نہ کسی رنگ میں عالم اسلام میں سنی جاسکتی ہے اس تعلق میں چند حقائق مختصر طور پر پیش کئے جارہے ہیں۔

قارئین کرام! انسان خاص طور پر کمزوروں کے ساتھ انصاف کرنے میں کوتاہی کر جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ حجۃ الوداع میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بطور خاص وصیت فرمائی۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں مظلوم عورت کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی یا آج مذہبی دنیا میں ترقی اور مساوات کے نام پر اس صنف کا جس رنگ میں استحصال کیا جارہا ہے اس پر اگر کوئی صحیح کانشنس اور باشعور انسان سنجیدگی سے غور کرے تو اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ صنف نازک کے حقوق کی صحیح معنوں میں اگر کسی نے حفاظت فرمائی ہے تو وہ صرف اور صرف ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود ہے۔

عام طور پر غلام نوکر اور قیدی اپنے مالک اور آقا کے ہاتھوں میں بے زبان جانوروں کی مانند ہوتے ہیں۔ اسلام سے پہلے ان کی بے بسی اور ان کی مظلومیت اور ان کی حالت نہایت قابل رحم تھی لیکن آپ ﷺ نے غلاموں اور قیدیوں کا سب سے پہلا اور بنیادی حق یہ قرار دیا کہ ان کو ہر ممکن طریق سے آزاد کرنے کی کوشش کی جائے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کے رواج کو ختم فرمایا اور جنگ کے نتیجہ میں جو قیدی ہاتھ آئے آپؐ نے ان کو نہ صرف ہر قسم کی تکالیف سے امان عطا فرمایا بلکہ ان کے آرام و آسائش کے متعلق ایسے تاکیدی احکام صادر فرمائے اور خود اپنے لئے حسین نمونے دکھائے کہ ان سے متاثر ہو کر صحابہؓ نے اپنی قمیصیں اتار اتار کر اپنے خون کے پیاسے قیدیوں کو پہنائیں۔ خود خشک کھجوروں پر گزارا کیا اور انہیں گندم کی روٹی کھلائی آپ پیدل چلے اور انہیں سوار کیا۔ کیا دنیا کی کسی قوم اور کسی زمانے میں اس کی مثال مل سکتی ہے؟

قارئین! ایک آدمی اپنے گھر سے باہر قدم نکالتا ہے تو اس کو اپنے ہمسایہ سے واسطہ پڑتا ہے۔ ایک اجنبی کسی انسان کے اخلاق اور عادات و اطوار کے بارہ میں پہلے اس کے ہمسایہ سے معلومات حاصل کرتا ہے رسول کریمؐ نے جس طرح پڑوسیوں کے حقوق کا

خیال رکھنے اور ان کو ہر قسم کا تحفظ دینے کی تلقین فرمائی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ آپؐ نے تاکیدی ارشاد کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ "خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مومن نہیں، خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں، خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی دکھ دہی اور ایذا رسانی سے محفوظ نہیں" اگر ہم اس ارشاد کی تعمیل کرینگے تو آج جو ہر طرف تشدد اور خود غرضی کی آگ بھڑکتی دکھائی دے رہی ہے، پر امن اور خوش گوار ماحول میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

آزادی ضمیر و مذہب پر انسان کا بنیادی حق ہے عقائد ونظریات میں اختلاف، جس کی بنا عقل اور انصاف اور امور مشہودہ پر ہو، ناگزیر ہے لیکن افسوس کہ اس اختلاف کو امن کے برباد کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ اور آزادی ضمیر و مذہب کی روح کو کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی اکثریت کے نام پر اور کبھی طاقت کے بل بوتے پر لیکن آپؐ نے پیشوایان مذاہب کا احترام قائم فرمایا۔ یعنی دوسرے کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے منع فرمایا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو شرک کا سب سے بڑا مخالف ہے لیکن مشرکانہ عقائد رکھنے والوں کے جذبات کا بھی خیال رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک مشرک بھی جب کسی مسلمان سے امان کا طالب ہوتا ہے تو اسلام نے اس مسلمان کے لئے جائز نہیں رکھا کہ اس مشرک کو پناہ دینے سے انکار کرے۔ دنیا میں کون ہے جو اس طرح کی تعلیم دیتا اور پھر اس پر عمل بھی کر کے دکھا سکتا ہے؟ یہ تو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کہ آپؐ نے نہ صرف خود اس پر عمل کر کے دکھایا بلکہ اپنی تمام امت کو تا قیامت اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔

قارئین کرام! آج دنیا بدامنی اور بے چینی کا شکار ہے، اس کا سب سے بڑا سبب ذات پات کی تفریق اور رنگ و نسل کا امتیاز ہے کہیں سفید فام اور سیاہ فام کا جھگڑا ہے تو کہیں سرمایہ دار اور مزدور کا جھگڑا ہے کہیں قومی برتری کا زعم ہے تو کہیں اعلیٰ ذات کا بھرم ہے جو اپنے جیسے دوسرے انسانوں کو حقیر کر کے دکھاتا ہے اور یوں انسان، انسان، کے درمیان نفرت کی آہنی دیوار کھڑی ہے۔ محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر کہ "میں بھی تمہارے جیسا ایک بشر ہوں" انسانیت کے شرف کو اس کے معراج تک پہنچا دیا اور خطبہ حجۃ الوداع میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر دکھاتے ہوئے فرمایا "جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تمام بنی نوع انسان آپس میں برابر ہیں نیز فرمایا! غور سے سنو!! تمہارا خدا ایک ہے اور اسی طرح تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی سرخ رنگ والے کو کالے پر اور کسی کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ یعنی نوع انسان میں وہی افضل ہے جو زیادہ نیک اور متقی ہوگا۔ یہ صرف قولی وعظ و نصیحت پر مشتمل درس نہیں تھا بلکہ واقعاتی رنگ میں بھی آپؐ نے ایسا پاکیزہ معاشرہ استوار کر کے دکھا دیا جس میں رنگ و نسل ملک و قوم اور ذات و قبیلے کا کوئی امتیاز نہ تھا اور جس میں ہر حق دار کو اس کا حق دیا جاتا تھا۔ پس ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوری کے زمانہ میں بھی اور فتح اور غلبہ کے دور میں بھی جس رنگ میں مخلوق خدا کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور انہیں ہر طرح کی تکلیف سے امان بخشا۔ آدمؑ سے لیکر آج تک اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور نہ قیامت تک اس سے بہتر اصول اور عملی نمونے کوئی دکھلا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اعلیٰ وصف بھی آپؐ ہی کی ذات والا صفات پر ختم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی آپؐ کے اس اسوۂ حسنہ کو تادم حیات مد نظر رکھتے ہوئے صراط مستقیم پر چلائے۔ امین

بوجھو تو جانیں

(1) پہلے اس کی دم سنبھالی پھر اینٹھے کان
بنا پوچھے سب بنائے یہ کیسا شیطان

(2) آس پاس موتیوں کی لڑی
بیچ میں پیاری کوئل کھڑی

(3) دن کو سوئے رات کو سوئے جتنا روئے اتنا کھوئے

(4) چھک سے اپنا منہ کھولے پھک سے جاگ اڑائے
جلدی جلدی الٹا کردو ورنہ بہتی جائے

(5) سبز رنگ کا لمبا کیڑا ایسا میٹھا جیسے شیرا

(6) ہرن کی آنکھیں گدھے کے کان قد کا چھوٹا خوب جوان

(7) نگر نگر کا چکر کاٹے منہ پر داغ لگائے
گھر سے نکلا اجلا اجلا میلا ہو کر آئے

(8) ایک صندوق میں بارہ خانے
ہر خانے میں تیں دانے
بوجھنے والے بہت سیانے

(9) بیل پڑی تالاب میں پھول کھلتا جائے
عجب تماشا دیکھا ہم نے پھول بیل کو کھائے

(10) رشتہ میری حیات کا بالشت بھر کا ہے
اور تن پہ میرے گوشت کسی جانور کا ہے
سوز و گداز سے ہوں سرا سر بھری ہوئی
بجھتی ہے آ کے پاؤں تک سر کی لگی ہوئی

جوابات:۔ (1) ریڈیو (2) دانت، زبان (3) موم بتی (4) سوڈے کی بوتل (5) شہتوت (6) خرگوش (7) روپے کا نوٹ (8) سال، مہینے اور دن (9) دیا (10) موم بتی

(مرسلہ عدنان عارف، عرفان عارف، سلمان عارف)

اقوال زریں

1۔ کسی کے آنسوؤں کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی اپنے دامن میں جذب کرلو کیوں کہ یہی انسانیت کا معراج ہے۔

2۔ ایک سچا دوست کسی ہیرے سے کم نہیں۔

4۔ خوبصورتی پر غرور نہ کرو کیوں کہ خوبصورت پھول بھی ہوتا ہے جو چند دن سے زیادہ ٹہنی پر لگا نہیں رہتا۔

5۔ ہماری غلطیاں ہمیں وہ سبق سکھاتی ہیں جو دنیا کے کسی مکتب میں نہیں سکھائے جاتے۔

6۔ کسی سے ملو تو اسطرح ملو کہ وہ دوبارہ آپ سے ملنے کی تمنا کرے۔

7۔ رسی کو وہیں تک کھینچنا جہاں تک وہ ٹوٹ نہ جائے۔

8۔ پھولوں کی خوشبو سے لطف اندوز ہونے کے لئے کانٹوں کی چبھن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

9۔ اپنے استاد کی عزت کرنی چاہئے خواہ اس سے بڑا درجہ کیوں نہ ہو۔

10۔ نیک سیرت وہ لوگ ہیں جن کے پاس نصیحت کے لئے الفاظ ہی نہیں بلکہ عمل بھی ہے۔

11۔ روپیہ جمع کرنے اور جائداد بنانے سے بہتر یہ ہے کہ اپنی اولاد کو علم سکھایا جائے اور نیک کاموں کی طرف رغبت دلائی جائے

12۔ جس شخص کی نیت اور دل صاف ہوتا ہے کبھی بھی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔

13۔ عقل ایک ایسی دولت ہے کہ اس کا کوئی بدل نہیں۔

14۔ برے دوستوں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔

15۔ امتحان میں کبھی نقل نہ کریں۔ نقل سے عقل کا خاتمہ ہوتا ہے۔

16۔ کامیابی حاصل کرنے کے لئے مہذب اور باتمیز بننا ضروری ہے۔

(مرسلہ بیگ طاہر احمد تنویر
و
مظفر احمد شاہد)

گجرات کے زلزلہ زدگان کے لئے جماعت احمدیہ کی شاندار خدمات

۵۷ رکنی ٹیم نے ۵۶ دیہاتوں کے ۲۰ ہزار سے زائد افراد تک ۳۵ لاکھ روپے کی ریلیف تقسیم کی

۱۴ ہزار افراد نے لنگر خانہ مسیح موعود علیہ السلام سے کھانا تناول کیا۔ ماہر ڈاکٹر صاحبان نے ۲۹ ہزار مریضوں کا علاج کیا

علاوہ ازیں چیف منسٹر گجرات ریلیف فنڈ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا عطیہ دیا گیا

لنڈن سے احمدیہ تنظیم HUMANITY FIRST کے تین رکنی وفد کی آمد اور خدمات

رپورٹ مرتبہ محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت وامیر قافلہ برائے ریلیف گجرات

26 جنوری 2001ء کی صبح بھارت کے صوبہ گجرات کے لئے نہایت ہی خوفناک ثابت ہوئی جبکہ وہاں ٹھیک 8:52 بجے نہایت شدید زلزلہ آیا جس نے نہ صرف پورے بھارت کو جھنجوڑ دیا بلکہ پاکستان، بنگلہ دیش، اور چائنا تک اس کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ماہرین زلازل نے اسے Richter Scale پر 8.1 جانچا ہے۔ گجرات کے ساحلی علاقوں میں اس زلزلے نے قیامت برپا کر دی ہے جہاں ایک لاکھ سے زائد لوگ ہلاک اور بے شمار بستیاں اور شہر ویران ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب کرشمہ ہے کہ کسی احمدی کا جانی نقصان نہیں ہوا۔

جماعت احمدیہ کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کا جب بھی کوئی موقعہ ہاتھ آیا اسے جانے نہیں دیا اور بلا امتیاز مذہب وملت، رنگ ونسل مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کی۔ خواہ وہ لاتور کا زلزلہ ہو یا اڑیسہ کا سائیکلون یا بنگال وآسام کا سیلاب یا بمبئی اور بہار کے فسادات میں اجڑے ہوئے گھروں کی آبادی نو کا کام۔ بوسنیا، ترکی، کوسوو، جاپان اور براعظم افریقہ کی سرزمین بھی جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمات کی شہادت دے رہی ہے۔ چنانچہ اس بار بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور ہدایت کی روشنی میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان اور محترم چوہدری محمد اکبر صاحب ناظر امور عامہ قادیان نے 23 اراکین پر مشتمل ڈاکٹر صاحبان ودیگر رضا کاران کی پہلی ٹیم گجرات ریلیف کیلئے تشکیل فرمائی۔ یکم فروری کو صبح گیارہ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے اجتماعی دعا کے ساتھ اس قافلہ کو گجرات کے لئے رخصت فرمایا۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے از راہ شفقت اس قافلہ کا امیر خاکسار محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو مقرر فرمایا اور ضروری ہدایات فرمائیں۔ چار دن کی مسافت کے بعد مورخہ 4 فروری کو یہ قافلہ ضلع " کچھ " کے شہر بھج پہنچا۔ سب سے پہلے ضلع کچھ کے D.C صاحب سے ملاقات کی اور ان کی ہدایت کے مطابق بھج سے 70 کلومیٹر دور نہایت ہی پسماندہ علاقہ Khawda پہنچ کر اسی دن سے ریلیف کے کام کا آغاز کر دیا۔ ہم سے پہلے اس علاقہ میں کسی نے بھی ریلیف نہیں پہنچائی تھی اور یہ ہمارا پہلا قافلہ تھا جو ان تک ریلیف لے کر پہنچا۔ کھاوڑا پہنچ کر ہم نے Khawda Police Station کے Incharge مسٹر رانا صاحب سے رابطہ کیا انہوں نے ہمارے کیمپ کے لئے جگہ الاٹ فرمائی۔

کھاوڑا ایک قصبہ کا نام ہے جس کے مضافات میں 80 گاؤں آباد ہیں۔ یہ 90% مسلم اکثریت والا علاقہ ہے۔ یہاں سو فیصدی مکان تباہ ہو گئے ہیں۔ اور لوگ کھلے آسمان کے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کھاوڑا پاکستان بارڈر پر ہے اور

زبان اور کلچر سندھی ہے۔غریب ہونے کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے مکانوں میں رہتے ہیں، جب زلزلہ آیا تو لوگ بآسانی باہر آگئے اور بانسبت دوسری جگہ کے یہاں کم اموات ہوئیں لیکن معیشت بری طرح سے تباہ ہوگئی۔تین سال سے بارش نہ ہونے کہ وجہ سے حکومت نے پہلے ہی اس علاقے کو قحط زدہ علاقہ Declare کیا ہوا ہے، اوپر سے اس بھیانک زلزلہ نے ان کا کچھ بھی نہیں چھوڑا۔لیکن ہم نے دیکھا کہ یہاں کے مقامی مسلمان قانع، خوددار اور نمازی ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے ہیں۔جب اس علاقہ کے مسلمانوں کو اطلاع ہوئی کہ ایک مسلم تنظیم انکی مدد کے لئے آئی ہے تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔کھاوڑا کے مضافات سے ہر خاص و عام مسلمان ہمیں ملنے کے لئے آتے اور کہتے کہ ہم فخر محسوس کر رہے ہیں کہ کوئی مسلم تنظیم ہماری خبر گیری کے لئے تو آئی۔انہوں نے ہمارے خیمے نصب کئے اور پانی اور بجلی اور ایندھن وغیرہ کے انتظامات میں بھرپور تعاون دیا۔فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

ہمارے Camp میں 4 فروری کی شام سے لنگر جاری کر دیا گیا تھا جہاں پر ہر مذہب اور قوم کے لوگوں کے لئے صبح سے رات تک کھانے کا انتظام تھا۔ یہ لنگر Humanity First U.K کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔

بعد ازاں لوکل انتظامیہ سے علاقہ کے بارہ میں معلومات حاصل کر کے یہ طے کیا گیا کہ متاثرین کو فوری طور پر ریلیف گاؤں گاؤں جا کر دی جائے۔چنانچہ مورخہ 5 فروری سے روزانہ ایک ترتیب کے ساتھ گاؤں گاؤں جا کر ریلیف کا سامان لوگوں تک پہنچانے کا کام شروع کیا گیا۔ہر روز شام اگلے دن کی ڈیوٹی مرتب کر دی جاتی تھی جس کے مطابق خدام کام کرتے تھے۔ایک دن پہلے ہی ریلیف کا سامان Bags میں Pack کر دیا جاتا اور رات میں ٹرک پر Load بھی کر دیا جاتا تھا۔اگلے دن بعد ناشتہ مقررہ گاؤں پہنچ کر ہر گھر سے ایک فرد کو بلا کر ان کی فیملی ممبران کے حساب سے ہر ایک فیملی کو کم از کم دس دن کا راشن چاول، دال، چینی، چائے پتی کے علاوہ صابن، پلاسٹک ترپال یا ٹینٹ، کمبل، سوئٹر وغیرہ اشیاء ریلیف کے طور پر دی جاتی تھیں۔اگر کوئی معذور یا بیوہ ہو تو ان کے گھر تک ہمارے خدام خود سامان پہنچاتے تھے اور گاؤں چھوڑنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کر لی جاتی تھی کہ کوئی ایک بھی فیملی ایسی نہ رہ جائے جس کو ریلیف نہ ملی ہو اس طرح 34 گاؤں میں مکمل طور پر ریلیف پہنچائی گئی۔علاوہ ازیں کیمپ میں بھی آنے والے متاثرین کو ان کی لوکل انتظامیہ کی تصدیق پر ریلیف دی جاتی رہی تقسیم ریلیف کا یہ سلسلہ 5 فروری سے 19 فروری تک جاری رہا۔اس طرح کیمپ میں آکر ریلیف حاصل کرنے والے گاؤں کی تعداد 22 تھی۔جبکہ:

☆ مجموعی طور پر کل 56 گاؤں میں ریلیف کا سامان دیا گیا۔

☆ کل 3505 فیملیز کو ریلیف دی گئی۔

☆ کس کے حساب سے مجموعی تعداد 20 ہزار سے زائد رہی جن تک ریلیف پہنچائی گئی۔

☆ جو سامان تقسیم کیا گیا اس کی مجموعی قیمت 35 لاکھ روپے ہے۔

کھاوڑا سے 150 کلومیٹر دور شہر گاندھی دھام سے ریلیف کا سامان خریدا جاتا تھا جس کے لئے کم از کم تین افراد پر مشتمل کمیٹی جاتی تھی۔ریلیف کی تقسیم میں ایک مقامی اہل حدیث عالم مولانا ابوبکر صاحب (نائب امیر اہل حدیث جماعت علاقہ کچھ) اور مکرم یونس احمد صاحب آف کھاوڑا نے باوجود سخت مخالفت کے بہت تعاون کیا۔اسی طرح روشنی و دیگر کاموں میں مکرم الیاس احمد صاحب آف کھاوڑا کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔

Medical Aid

اس علاقہ میں خوراک کی کمی کی وجہ سے اور مناسب علاج کی سہولت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مختلف بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ہمارے ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق T.B کے مریض بہت زیادہ ہیں۔چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس خوفناک بیماری کا شکار ہیں علاوہ ازیں آنکھ اور جلد کی بیماری بھی عام ہے۔میڈیکل ٹیم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ایک ٹیم موبائیل تھی جو ریلیف تقسیم کرنے والی ٹیم کے ساتھ بذریعہ

Ambulance گاؤں گاؤں جاتی تھی جب کہ دوسری ٹیم کیمپ میں آنے والے مریضوں کا علاج کرتی تھی اسی طرح تیسری ہومیو پیتھک ٹیم تھی، جن کا کیمپ میں ہی الگ ٹینٹ لگایا گیا تھا۔ جہاں Camp میں صبح سے شام تک مریضوں کی لائن لگی رہتی تھی Mobile medical Team جس گاؤں میں پہنچتی وہاں پر بھی مریضوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ Medical aid کی کامیابی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ 19 فروری تک مریضوں کی مجموعی تعداد جن کا ہمارے ڈاکٹر صاحبان نے علاج کیا 29,000 تھی۔

علاج کروانے والوں میں عام شہریوں کے علاوہ فوج اور پولیس کے لوگ بھی شامل تھے کیونکہ زلزلہ کی وجہ سے تمام ہسپتال اور میڈیکل اسٹورز تباہ ہو گئے تھے اس لئے ہمارا کیمپ ان کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہؤا۔

لنگر:

جس روز ہمارا قافلہ کھاوڑا پہنچا اسی دن سے باقاعدہ لنگر کا انتظام Humanity First U.K کی طرف سے کر دیا گیا تھا۔ لنگر میں آکر کھانا کھانے والوں کی مجموعی تعداد 14,000 رہی جس میں پولیس کا عملہ مقامی ٹیچرز اور گورنمنٹ ملازم بھی تھے۔ قریب کی بستیوں کے غریب ہندو بھی روزانہ اسی لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ مورخہ 14 فروری کی بات ہے۔ مولویوں نے بظاہر ہمارے لنگر کو بند کروانے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن خدام نے ہمت دکھائی اور حسب سابق بغیر کسی رکاوٹ کے آخری دن تک لنگر بدستور جاری رہا۔ الحمدللہ

مخالفت:

جہاں پر ہمارا کیمپ تھا اور ہم کام کر رہے تھے وہاں سے نزدیک ترین شہر "Bhuj" ہے جو کہ 80 کلومیٹر پر ہے۔ ہمارا کیمپ بہت interior اور پسماندہ علاقہ میں تھا۔ بعض اخباروں نے ہمارے کیمپ کی خبریں شائع کیں۔ جیسے ہی یہ خبریں شائع ہوئیں بدذات مولوی حرکت میں آگئے اور ہم نے دیکھا کہ کبھی شہر 'سورت' سے کبھی 'احمد آباد' سے اور کبھی ممبئی سے آنے والے بڑی بڑی داڑھیوں کے مالک مولوی گاڑیوں سے کھاوڑا (جہاں ہمارا کیمپ تھا) کا چکر لگانے لگے۔ جماعت اسلامی، اہل حدیث، جمیعۃ العلماء، دیوبندی سب ہمارے خلاف اکٹھے ہونے لگے۔ محلوں اور مسجدوں کے صحنوں میں انہوں نے جلسے کئے اور پورے علاقہ میں ہمارے خلاف زہر پھیلانے کی بھرپور کوشش کی۔ کھاوڑا قصبہ اور اس کے ارد گرد گاؤں کے مسلمانوں کو ہمارا بائی کاٹ کرنے پر مجبور کیا۔ غریب لوگوں کو ہم سے ریلیف لینے اور علاج کروانے پر پابندی لگادی اور اپنے لئے آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونے کی مہر ایک بار پھر ثبت کروالی۔ یہ مولوی ان بے چارے متاثرین کے کھانے، رہنے اور علاج و معالجہ کا انتظام تو کرنے سے رہے کیونکہ یہ تو خود انہیں کے ٹکڑوں پر پلنے والی قوم ہے البتہ جو کر سکتے تھے اس میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ بے گھر اور مفلوک الحال لوگوں کو سماجی مقاطعہ اور رشتہ و ناطہ ٹوٹنے کا خوف دلا کر "احمدیہ مسلم ریلیف کیمپ" میں آنے سے روکا اور یہ جھوٹا وعدہ کیا کہ ہمارا ریلیف کیمپ جلد لگنے والا ہے، سامان آرہا ہے، حتی کہ انہوں نے ان کو یہاں تک دھوکا دیا کہ ان کے پاس جا کر ان کی فہرستیں مع کیفیت یہ کہہ کر تیار کیں کہ جیسے ہی ہمارے سامانوں سے بھرے ہوئے ٹرک آئیں گے آپ کے تمام نقصانات کی یکمشت ادائیگی کر دیں گے۔ لیکن اطلاعات کے مطابق تادم تحریر ان مولویوں نے ایک کوڑی کا سامان بھی ریلیف کے طور پر کسی کو نہیں دیا۔ ان مولویوں نے اخبارات میں پیسے دیکر جماعت احمدیہ کے خلاف اشتہار اور مضمون شائع کئے اور اتنا ہی نہیں بلکہ احمدیہ ریلیف کیمپ پر حملہ کرنے کا بھی منصوبہ بنایا۔ لیکن انہیں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی شکست کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔ شروع میں تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ یہ مولوی آج کل میں یہاں سے چلا جائیگا، لیکن جب ہم نے دیکھا کہ پانی سر سے اوپر آنے لگا ہے تو ہم نے ایک وفد کی صورت میں ضلع کچھ کے D.C صاحب اور پولیس Head Quarter میں D.S.P صاحب سے ملاقات کی اسی طرح حکومت کی خفیہ Agencies سے بھی رابطہ کیا۔ نتیجۃً انتظامیہ اور پولیس حرکت میں آئی اور ہمارے کیمپ میں پولیس کا حفاظتی پہرہ لگ گیا۔ شہر کھاوڑا میں بڑی تعداد میں پولیس تعینات کر دی گئی دوسری طرف

سے پولیس نے ان مولویوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی دیکھتے ہی دیکھتے موسم سازگار ہوگیا۔اور مولوی ایسا دُم دبا کر بھاگا کہ جب تک ہم وہاں رہے واپس آنے کا نام نہیں لیا۔آنے والی ہر گاڑی کو پولیس چیک کرتی تھی۔ہم نے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہاں بہت عزت بخشی۔وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔ ہمارے نوجوانوں نے خدمت کر کے نہ ہی صرف عوام کا دل جیتا بلکہ انتظامیہ کے اعلیٰ افسران تک بھی ہمارے Discipline اور بے لوث خدمت کو دیکھ کر دل سے ہمارا احترام کرتے تھے اور جب بھی ہم ان کے پاس جاتے تو بڑی عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔پولیس،فوج،بجلی،واٹر سپلائی کے افسران روزانہ ہمارے کیمپ میں آکر ہماری خبر گیری کرتے اور اپنی خدمات پیش کرتے اور ساتھ بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔

مقامی لوگوں نے جب دیکھا کہ ان کے جھوٹے مولویوں کا اب تک اپنے مال سے لدے ہوئے ٹرک لیکر واپس آنا تو در کنار،منہ تک نہیں دکھا رہے ہے تو وہ لوگ تمام پابندیوں کو توڑتے ہوئے ہمارے کیمپ میں آئے اور معذرت کرتے ہوئے پھر سے ریلیف حاصل کرنے لگے۔صبح سے شام تک ہمارے کیمپ میں ریلیف حاصل کرنے ،علاج کروانے اور کھانا کھانے والوں کا مجمع لگا رہتا۔الحمدللہ

عوام میں ہماری اسقدر مقبولیت دیکھ کر مولوی بہت بوکھلائے۔بالآخر انہوں نے صوبہ گجرات کے کثیر الاشاعت گجراتی اخبار کچھ متر Kachh-mitra کی 17 فروری کی اشاعت میں پیسے دے کر ہمارے خلاف جھوٹ اور فریب سے پُر اشتہار شائع کروایا کہ "......ضلع کچھ کے " کھاوڑا" علاقہ میں احمدی جنہیں قادیانی اور مرزائی بھی کہتے ہیں گاؤں گاؤں ریلیف تقسیم کر رہے ہیں اور اپنا پرچار کر رہے ہیں۔تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ ان سے دور رہیں اور ان سے ریلیف نہ لیں اور ان کا بائی کاٹ کریں کیونکہ یہ غیر مسلم ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے وغیرہ...." جس دن یہ خبر ہمارے خلاف شائع ہوئی اسی دن ہمارا ایک وفد " کچھ متر" اخبار کے ایڈیٹر سے ملا۔قابل ذکر ہے کہ اس وفد میں Humanity First U.K. کی طرف سے آنے والے تینوں نمائندگان بھی شامل تھے۔جب وفد نے اخبار کے ایڈیٹر کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ آپ نے اخباری اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پیسے کی لالچ میں آکر ایک ایسی تنظیم کے خلاف اشتہار شائع کیا ہے جو ایسے متاثرہ علاقہ میں کام کر رہی ہے جہاں آج تک کوئی دوسری تنظیم نہیں پہنچی۔آپ نے نہ صرف صحافت کے مقدس پیشہ کو داغدار کیا ہے بلکہ قومی منافرت پھیلانے میں آپ نے جھوٹے لوگوں کی مدد کی ہے۔اب ہم آپ کے خلاف Court میں جائیں گے۔ اس پر ایڈیٹر اخبار نے اپنے Advertising Department کے منیجر کو طلب کیا اور گجراتی زبان میں اس کو سخت سست کہا اور معذرت کے ساتھ غلطی کا اعتراف کیا اور ہم سے کہا کہ بتائیں کہ اس کا مداوا کیسے کیا جائے؟ ہم نے مطالبہ کیا کہ اسی اخبار کی کل کی اشاعت میں آپ اُسی جگہ پر جہاں ہمارے خلاف اشتہار شائع ہوا ہے اسکی تردید شائع کریں اور اس کے لئے ہم آپ کو کوئی قیمت ادا نہیں کریں گے۔وہ بڑی خوشی سے ہماری شرط مان گئے۔تب ہماری درج ذیل تردید مذکورہ اخبار کے اگلے دن کی اشاعت میں اسی page پر اور انہیں کالموں میں شائع ہوئی جہاں ہمارے خلاف مولویوں نے پیسے دے کر جھوٹ شائع کروایا تھا۔اور خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان مولویوں کا جھوٹ ہفتہ کی اشاعت میں چھپا تھا جبکہ ہماری تردید اگلے دن 18 فروری کو اتوار کی خصوصی اشاعت میں شائع ہوئی جس کی تعدادِ اشاعت دیگر اشاعتوں سے زیادہ ہوتی ہے۔تردید کے الفاظ یہ تھے:

"ہم مسلمان ہیں" جماعت احمدیہ کا بیان

مورخہ 17 فروری 2001ء کو صفحہ 10 پر جو اشتہار احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف چھپا ہے اس کی

وضاحت کے لئے لکھا جاتا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے ریلیف کیمپ کے امیر محمد نسیم خان صاحب نے بتایا ہے کہ ہمیں جو غیر مسلم لکھا گیا ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے اور ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ پانچوں نمازیں ہم پر فرض ہیں۔ رمضان کے روزے رکھنا ہم پر فرض ہے۔ زکوٰۃ ہم پر فرض ہے۔ جس پر حج واجب ہو اس کے لئے حج فرض ہے۔ ہمارا قبلہ خانہ کعبہ ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود اگر کوئی ہمیں مسلمان نہ سمجھے تو یہ اسکا قصور ہے۔ ہم اس اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ ہمارے یہی عقائد ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔

اس وقت ہم صرف دُکھی انسانیت کی خدمت کے لئے اس علاقہ میں آئے ہیں اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ اس لئے ہم سبھی مذاہب کے ماننے والوں اور سبھی اقوام سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس مصیبت کے وقت میں صرف اور صرف انسانیت کی خدمت کریں اور دکھی عوام کو مذہب کے نام پر گمراہ کرنے والے مولوی ملاؤں سے ہوشیار رہیں جو ہمارے آپسی بھائی چارے اور ملکی اتحاد کو توڑنا چاہتے ہیں۔

مزید خط و کتابت کے لئے ہمارا پتہ یہ ہے

ناظر نشر واشاعت، محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب
143516 فون 01872-70749
فیکس 01872-70105

(روزنامہ کچھ متر گجراتی 18 فروری 2001)

اس تردید کا شائع ہونا تھا کہ پورے گجرات میں مولویوں کی مٹی پلید ہوگئی۔ انہیں اپنے منہ کی کھانی پڑی۔ دوسری طرف اس کے بعد Press Media کی توجہ بالخصوص ہماری طرف ہوگئی اور کئی اخبارات نے ہمارے کیمپ کی رپورٹیں تصاویر کے ساتھ شائع کیں۔

لندن سے Humanity First کے نمائندگان کی آمد:

15/فروری کی شام مکرم ابراہیم نونن صاحب Humanity First U.K کے ڈائریکٹر وصدر مجلس خدام الاحمدیہ یو کے مع اپنے رفقاء مکرم شیخ نجیب الرحمٰن صاحب اور مکرم نصیر الدین صاحب ممبئی پہنچے اور اگلے دن 16/فروری کو ہمارے Camp میں پہنچے جہاں خدام نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ہر سہ نمائندگان آتے ہی ہمارے ساتھ خدمت کے کاموں میں لگ گئے۔ ان تینوں مہمانوں کا خدام نے ہر ممکن خیال رکھا اور ان کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ اس ٹیم کے آنے کی وجہ سے خدام کے اندر خدمت کا ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا ہوا۔ تینوں نمائندگان نے ہماری بہت حوصلہ افزائی کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء Humanity First کی طرف سے بعض متاثرین کو نقدی کی صورت میں مکانات بنانے کے لئے ریلیف دی گئی اور اسی ادارے کی طرف سے 300 مزید Tents اس علاقہ میں بھجوائے جارہے ہیں۔

بعض رفاہی اور سیاسی تنظیموں کے لیڈر ہمارے Camp میں آتے تھے اور کہتے تھے کہ گاؤں گاؤں جا کر ہم نے اس علاقہ کا سروے کیا ہے تو لوگوں نے آپ کی بہت تعریف کی ہے اور ہر ایک یہی کہتا ہے کہ احمدیہ کیمپ والوں نے ہی صرف اب تک ہمیں ریلیف پہنچائی ہے۔ آپ کی اس طرح کی خدمت نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم آپ کے Camp میں آکر آپ سے ملیں۔ بعض ہندو تنظیموں کے لیڈر بھی ملنے آئے۔

14 فروری کو مکرم وسیم احمد صاحب سابق ممبر پارلیمینٹ و کانگریس لیڈر بھی ہمارے کیمپ میں تشریف لائے اور ہماری خدمت دیکھ کر جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔

15/فروری کو دو معمر میاں بیوی ڈاکٹر انیتا صاحبہ اور وی ساگر صاحب جو گڑھوال میں ایک پرائیویٹ رفاہی ادارہ Society for Rural Development کے سیکریٹری ہیں ہمارے Camp میں تشریف لائے انہوں نے ہمارے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ

"......آپ لوگوں نے ہمارا سر اونچا کر دیا ہے۔ ہمیں تم پر فخر ہے۔ ہم اس علاقہ کے جس گاؤں میں گئے سب کی زبانوں سے احمدیہ...احمدیہ....ہی سنا۔ گاؤں گاؤں گھر گھر جا کر ہر ایک کو تم نے جو ریلیف پہنچائی ہے یہ بہت عظیم کام ہے جو تم نے سر انجام دیا ہے۔ ڈاکٹر انیتا صاحبہ جو کہ آبائی طور پر ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتی تھیں اور ہماری جماعت اور قادیان کو اچھی طرح جانتی تھیں جس کی وجہ سے وہ ہمارے درمیان کافی دیر تک رہیں۔

علاقہ کے اہل حدیث کے دو مدارس کے طلباء بھی ہمارے کیمپ میں ہی آکر کھانا کھاتے رہے بعد میں ان کے مطالبہ پر انہیں کافی مقدار میں چاول دال و دیگر اشیاء دے دی گئیں تا کہ وہ خود کھانا تیار کروا کر بچوں کو کھلا سکیں کیونکہ ہمارے کیمپ سے یہ مدرسے دور تھے۔ اور بچوں کو پیدل آنا پڑتا تھا۔

لوکل پولیس انتظامیہ، جس کی اعلیٰ انتظامیہ نے ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ لوگوں کی خبر گیری کریں اور ان کے حالات کا علم رکھیں، امن بحال رکھیں اور روزانہ افسران بالا تک رپورٹ پہنچائیں اس علاقہ میں مستعدی سے کام کر رہی تھی ان کے پاس ریلیف کا سامان تو نہیں تھا لیکن متاثرین کے لئے سہولتیں پیدا کرنے میں پولیس نے بہت اہم رول ادا کیا۔ کھاوڑا علاقہ کے تھانہ انچارج جناب رانا صاحب نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ دن میں ایک دو بار خود ہمارے کیمپ میں آکر ہم سے ملتے تھے اور ہماری رہنمائی کرتے تھے پولیس اسٹیشن پر سیٹلائیٹ ٹیلیفون کا انتظام تھا۔ انہوں نے ہمیں مفت ٹیلی فون کی اجازت دے دی جس کی وجہ سے قریباً ہر روز حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و محترم مبارک ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن اور محترم چوہدری محمد اکبر صاحب ناظر امور عامہ قادیان سے بات ہو جاتی تھی اور ان کو اپنی رپورٹ دے دیتے تھے اور ساتھ ہدایات و رہنمائی بھی حاصل کر لیتے تھے۔ جناب رانا صاحب کے ہم بہت ہی شکر گزار ہیں اور ان کے بہتر مستقبل اور ترقی کے لئے دعا گو ہیں۔ جناب رانا صاحب چونکہ اس علاقہ سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے موصوف ہمیں آکر بتاتے تھے کہ دور دراز صحرائی علاقہ میں بعض گاؤں آباد ہیں وہاں کی ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی اور نہ ہی ان تک ہم پہنچ سکے اگر آپ جا سکیں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے ہی دن ہماری ٹیم وہاں پہنچی اور ریلیف اور medical aid پہنچا کر رانا صاحب کو رپورٹ دیتی اور وہ مسکراتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ہمارا شکریہ ادا کرتے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ایں سعادت بزور بازو نیست

چیف منسٹر گجرات کے ریلیف فنڈ میں

ڈیڑھ لاکھ روپئے کا عطیہ:

مرکزی ہدایت کے مطابق قادیان سے ہی ڈیڑھ لاکھ روپئے مالیت کا ڈرافٹ بنام چیف منسٹر گجرات بنوالیا گیا تھا۔ جسے ان کے آفس گاندھی نگر میں مورخہ 21 رفروری کو گجرات کے متاثرین کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے عطیہ کے طور پر دیا گیا۔ کئی اخبارات میں اس کی خبریں شائع ہوئیں۔

انتظامی ڈیوٹیاں:

درج ذیل شعبہ جات بنا کر احباب کی مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئی تھیں۔

اعلیٰ افسران سے رابطہ:

اعلیٰ فسران اور پریس سے رابطہ رکھنے کے سلسلہ میں مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر، مکرم چوہدری عبد الواسع صاحب نے خصوصی خدمات سرانجام دیں۔

خرید اشیاء:

ریلیف کے لئے اشیاء کی خریداری کے سلسلہ میں مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ، مکرم عبد الحفیظ صاحب طارق اور مکرم رضاء الکریم صاحب نے مستعدی سے خدمات سرانجام دیں۔

تقسیم ریلیف:

ریلیف کی تقسیم میں مکرم اقبال احمد صاحب آف ممبئی، مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب، مکرم چوہدری عبد الواسع صاحب، مکرم کریم الدین صاحب اڑیسوی، مکرم اعظم علی صاحب ڈرائیور، مکرم رضاء

الکریم صاحب، مکرم برہان الدین صاحب چراغ، مکرم بشیر الدین صاحب معلم گاندھی دھام، مکرم نصیر احمد صاحب آف ہماچل، مکرم زبیر احمد صاحب اسلم، مکرم عبد العلیم صاحب ملکانہ، مکرم سلطان صلاح الدین صاحب کبیر، مکرم وسیم احمد صاحب ریانہ، مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب راشد ، مکرم عبد السلام طارق، مکرم لئیق احمد صاحب کی خدمات قابل ذکر ہیں

صفائی و آب رسانی:

اس شعبے میں مکرم محفوظ الرحمٰن صاحب فانی، مکرم منیر احمد صاحب ممبئی، مکرم عبد اللہ صاحب شموگہ، مکرم نجیب احمد صاحب آف ممبئی کی خدمات اہم ہیں۔

لنگر:

لنگر کے دو شعبے تھے۔ تقسیم اور تیاری طعام۔ ہر دو کے انچارج مکرم وحید الدین صاحب شمس کو مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کی زیر نگرانی مکرم محمد موسیٰ صاحب باجوہ، مکرم غلام احمد صاحب اسماعیل، مکرم عطاء الرب صاحب، مکرم رفیق احمد صاحب باورچی، مکرم رحمۃ اللہ صاحب ڈرائیور، مکرم رئیس الدین خان صاحب، مکرم داؤد احمد صاحب جے پور، مکرم عبد الرب صاحب جے پور، مکرم میر عبد الحفیظ صاحب جے پور، مکرم اجمال احمد صاحب جے پور اور راجستھان کے دیگر خدام نے دن رات کام کیا۔

خدمت خلق نظم وضبط وحفاظت: مکرم محمد موسیٰ صاحب گجراتی اس شعبے کے انچارج تھے اس شعبے کے تحت ہر ایک خادم کی ڈیوٹی باری باری لگتی تھی۔ یہ ڈیوٹیاں شروع دن سے ہی چوبیس گھنٹے کیمپ کے اندر اور باہر لگتی تھیں۔

طبی خدمات:

مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب M.B.B.S,E.N.T، مکرم ڈاکٹر ملک مظفر حسین صاحب M.B.B.S, Child specialist، مکرم ڈاکٹر شمس الدین مبارک صاحب B. Pharmacist، مکرم توفیق احمد صاحب Pharmacist اور مکرم ڈاکٹر عبد العزیز صاحب اصغر ہومیو پیتھ کو نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ اسی طرح اس شعبے کے تحت مکرم ڈاکٹر جاوید احمد صاحب لون B.U.M.S آف ناصر آباد کشمیر، مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آف عثمان آباد، مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر شمشاد احمد صاحب عدن اور مکرم سید منصور احمد صاحب ڈرائیور اور مکرم عبد المنان صاحب عاجز نے بھی خدمات سرانجام دیں۔

شعبہ برائے نماز:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیمپ میں پنج وقتہ اذان اور باجماعت نماز کا اہتمام تھا۔ مکرم سید صلاح الدین صاحب کی ڈیوٹی اس شعبے میں لگائی گئی تھی۔ چونکہ تیز ہوا کی وجہ سے دریاں اور چٹائیاں ریت سے بھر جاتی تھیں جن کو ہر نماز میں صاف کرنا پڑتا تھا۔ غیر از جماعت احباب بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

فوٹو گرافی: روشنی:

ویڈیو اور Still فوٹو گرافی اور روشنی کے لئے مکرم محمد رشید صاحب طارق مودھا کو اس شعبہ کا انچارج مقرر کیا گیا تھا۔

Reception:

اس شعبہ کے انچارج مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم کو مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے تحت معززین اور حکومت کے اعلیٰ افسران کی کیمپ میں آمد پر ان کی خاطر تواضع کا مناسب اہتمام کیا جاتا تھا۔

Stores:

لنگر کے کچن اور ریلیف میں تقسیم ہونے والی اشیاء کے لئے دو علیحدہ علیحدہ اسٹورز بنائے گئے تھے۔ کچن کے اسٹور کے انچارج مکرم ندیم احمد صاحب آف ممبئی تھے ہمارے کیمپ میں "ریلیف کیمپ احمدیہ مسلم جماعت" اور "لنگر ہیومینیٹی فرسٹ" اور "مجلس خدام الاحمدیہ بھارت" کے مختلف زبانوں میں بڑے بڑے بینرز لگے تھے۔ اسی طرح ہماری بھی گاڑیوں کے آگے پیچھے اور سائیڈز میں مختلف زبانوں میں "ریلیف گجرات منجانب احمدیہ مسلم جماعت" کے بینرز لگے ہوئے تھے۔ کیمپ اور اس کے اطراف میں اونچی طاقت کے بلب لگائے گئے تھے۔ کیمپ بہت ہی

مناسب جگہ پر لگایا گیا تھا جو کھاوڑا قصبہ کے باہر دو بڑی شاہراہوں کے نزدیک تھا۔اور ہر ایک گزرنے والے کی نظر ہمارے کیمپ پر پڑتی تھی۔

متجملہ بھی خدام و انصار نے بہت ہی مستعدی ،محنت اور مکمل اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ مفوضہ فرائض سرانجام دیئے۔جہاں پر اور جس کام کے لئے بھی خاکسار نے کسی کی ڈیوٹی لگائی پورے خلوص محنت اور احسن طریق پر ہر ایک نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دی۔بعض عمر اور تجربہ کے لحاظ سے خاکسار سے سینیئر تھے لیکن ہر ایک نے قابل رشک اطاعت کا نمونہ دکھایا۔فجزاہم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔

ہمارے لئے وہاں مناسب کھانے کی سہولت تک نہ تھی۔تیز ہوا کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ بغیر ریت کا کھانا مہیا ہو سکے جب کہ وہاں کے مقامی لوگ تو اس کے عادی تھے۔رفع حاجت کے لئے باہر جانا پڑتا تھا اور لیٹنے کے لئے ریت میں ہی خیمے نصب کیے گئے تھے،جنہیں صبح سے شام تک چلنے والی تیز ہوا ریت سے بھر دیتی تھی۔میٹھے پانی کی قلت کی وجہ سے اکثر کھارے پانی سے ہی نہانا پڑتا تھا وہ بھی ہفتہ میں ایک یا دو بار ہی۔اسکے باوجود سب کی صحت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی رہی۔اور سب نے خوب محنت سے کام کیا۔

قادیان سے 23 افراد پر مشتمل ہمارا یہ قافلہ روانہ ہوا تھا بعد میں ممبئی سے 6 خدام اور راجستھان سے 9 خدام مزید آکر ہمارے قافلہ میں شامل ہو گئے تھے۔عثمان آباد سے ایک اور گاندھی دھام سے ایک خادم آئے۔اس کے علاوہ مورخہ 11 فروری کو مزید 14 افراد کا ایک قافلہ قادیان سے ایک جیپ اور دو ٹرک کمبل اور ریلیف کی دیگر اشیاء لیکر محترم مولوی محمود احمد صاحب خادم کی قیادت میں روانہ ہوا جو 14 فروری کو ہمارے پاس کھاوڑا پہنچا ان سبھی کو اللہ تعالیٰ نے بڑھ چڑھ کر خدمت کا موقعہ عطا فرمایا۔الغرض کل 57 افراد (خدام و انصار) کو گجرات میں خدمت کا موقعہ ملا۔

جب ہمارا قافلہ واپسی کے لئے روانہ ہو رہا تھا تو گاؤں کے کئی معزز لوگ اور نوجوان ہمیں الوداع کرنے کے لئے آئے اور بڑے ہی جذباتی انداز میں کہہ رہے تھے کہ.....

پھر کب آؤ گے ....ہمیں بھولنا نہیں.....اور اگر ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کرنا۔بعض نوجوان تو ہمارے نوجوانوں سے گلے مل کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔آج بھی ان کے معصوم چہرے ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔انشاء اللہ عنقریب ہمارا ایک قافلہ Tents اور ریلیف کا سامان اور Medical Aid لیکر گجرات روانہ ہونے والا ہے۔

اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام کے مطابق 19 فروری کو بعد نماز ظہر کھاوڑا سے ہمارا قافلہ واپسی کے لئے روانہ ہوا اور گجرات اور راجستھان کے صحرائی سفر کے بعد 21 اور 22 فروری کی درمیانی شب قریباً بارہ بجے بخیریت قادیان دارالامان پہنچا۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس زلزلہ میں ہم نے ایسے دل دہلا دینے والے مناظر دیکھے، جنہیں قلمبند کرنا ناممکن ہے۔پھٹی پرانی چادروں اور پالی تھن کی شیٹ کے نیچے سر چھپائے بیٹھے بھوکے پیاسے بچوں اور عورتوں کی تکلیف دہ حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ان میں سے بہت سے ایسے تھے جو کھلے آسمان کے نیچے ہی بسیرا کرتے تھے۔جبکہ رات کی سردی بغیر لحاف کے گزارنا مشکل تھی۔جب کبھی ان کے پاس سے گزرتے تھے تو بعض تو ہاتھ پھیلا کر سامنے آجاتے تھے لیکن بے شمار عزت دار عورتیں اور معصوم بچے ایسے بھی تھے کہ جن کی نگاہیں ہر ایک رہ گزر کی طرف پر اُمید ہو کر اٹھتی تھیں لیکن حیاء اور شرم سے زبان سے کچھ کہہ نہ پاتے تھے لیکن ان کے خاموش الفاظ ہر حساس دل کو بہت کچھ پیغام دے دیتے تھے۔ان کی بے بسی و حالت زار دیکھ کر ہم بھی آنسو بہائے بغیر رہ نہ سکے۔ہر دل ماتم کدہ تھا۔کون تعزیت کرے اور کون غم گساری۔کوئی بیوہ ہے تو کوئی یتیم ہے۔کسی کو بیٹے کا غم کھائے جا رہا ہے تو کسی کو بیوی بچوں کی اجتماعی موت کے نظارہ نے پاگل کر دیا ہے۔ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے عزیزوں پر قیامت برپا ہوئی۔ان کے چیخنے چلانے اور بچاؤ.....بچاؤ.....کی آوازیں ان کے کانوں میں پڑتی رہیں۔لیکن وہ کچھ کر نہ سکے۔خوف اور ہیبت ہر ایک کے چہرہ پر عیاں تھی۔وہاں کے بھوکے پیاسے اور بے گھر یتیم بچے بیوائیں اور آفت زدہ عوام آج بھی مدد کے محتاج ہیں۔لیکن اس سے بھی دردناک نظارہ ہماری آنکھوں نے یہ دیکھا

کہ بعض متعصب تنظیمیں ایسے وقت میں بھی اپنی فرقہ وارانہ اور متعصبانہ ذہنیت کو بھلا نہ سکیں۔ انہوں نے مذہب کے نام پر امتیاز برتا۔ اپنے لنگر اور ریلیف کا دائرہ اپنوں تک ہی محدود رکھا۔ دھرم کے نام پر انسانیت کا بٹوارہ کیا۔ اب بھی متواتر اس علاقہ سے فون آرہے ہیں کہ آپ لوگ دوبارہ آئیں اور اس علاقہ میں کام کریں۔ ہم آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ کل ہی ہندی زبان میں ایک فیکس قادیان موصول ہوا ہے جس کا مضمون درج ذیل ہے:

"احمدیہ مسلم جماعت گورداسپور پنجاب السلام علیکم ورحمۃ اللہ سلام مسنون کے بعد آپ بھی احمدیہ مسلم جماعت جو زلزلہ کے دوران کچھ کھاوڑا اور دیگر بہت سے ایریا میں جو نیک کام کر رہے ہیں وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ لیکن آپ کی جماعت اگر" مانڈوی کچھ "میں آئے تو یہاں پر بھی بہت help کی ضرورت ہے۔ اگر آپ سے ہو سکے تو یہاں آکر غور کر کے دیکھیں۔ آپ کی سب سے اچھی بات یہ لگی کہ " کچھ "کے متاثرین زلزلہ کو آپ خود دیکھ کر ضرورت مند کو اپنے ذریعہ سے Direct Help کر رہے ہیں جو سب سے اچھی بات ہے۔

خاص کر یہاں مانڈوی میں بھی کچھ family جو بہت ہی غریب ہیں اور انکا گھر رہنے کے لائق نہیں ہے تو آپ کی ٹیم یہاں پر آئے اور سب حالات دیکھے اور غور کرے ہم اپنی طرف سے آپ کی ٹیم کو مکمل تعاون دیں گے۔ ہم کچھ کے زلزلہ کے دوران آپ کی جماعت کا نیک کام دیکھ چکے ہیں ہمیں امید ہے کہ ایسی مصیبت کے وقت آپ کی جماعت جو کام کر رہی ہے وہ آگے بھی کرے گی۔ اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ کو ہر نیک کام میں کامیابی ملے امین۔ اللہ حافظ ماجد

مانڈوی، کچھ

گجرات۔ 1-03-01

ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ بنی نوع انسان سے مادر مہربان سے بھی بڑھ کر پیار کرنے والے، جان و دل سے پیارے ہمارے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت وسلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے جنکی زیر قیادت جماعت احمدیہ کو ایسی مثالی خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ اللھم اید امامنا بروح القدس ومتعنا بطول حیاتہ وبارک فی عمرہ وامرہ۔ امین

ہمارے قافلہ میں جو خدام وانصار شامل تھے ان کی فہرست بغرض دعا الف ہذا ہے۔

رپورٹ مرتبہ

خاکسار
محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و امیر قافلہ برائے ریلیف گجرا

خدمت کا موقعہ پانے والوں کی فہرست

قادیان

۱) خاکسار محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
۲) مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشرو اشاعت ونگران دعوۃ الی اللہ گجرات
۳) مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ
۴) مکرم وحیدالدین صاحب شمس نائب ناظر تعلیم
۵) مکرم گیانی تنویر احمد صاحب نگران دعوۃ الی اللہ پنجاب
۶) مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب
۷) مکرم ڈاکٹر ملک مظفر حسین صاحب بنگالی
۸) مکرم ڈاکٹر شمس الدین صاحب مبارک
۹) مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
۱۰) مکرم محمد موسیٰ صاحب گجراتی
۱۱) مکرم رشید احمد صاحب مودھا
۱۲) مکرم لئیق احمد صاحب
۱۳) مکرم سید صلاح الدین صاحب
۱۴) مکرم توفیق احمد صاحب
۱۵) مکرم سید منصور احمد صاحب
۱۶) مکرم رحمۃ اللہ صاحب

۱۷)مکرم اعظم علی صاحب
۱۸)مکرم نصیر احمد صاحب آف ہماچل
۱۹)مکرم رضاء الکریم صاحب
۲۰)مکرم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اصغر
۲۱)مکرم محفوظ الرحمٰن صاحب
۲۲)مکرم حفیظ احمد صاحب طارق
۲۳)مکرم محمد موسیٰ صاحب باجوہ

☆ دوسرا گروپ ۱۱ فروری کو قادیان سے نکل کر 14 فروری کو کھاوڑا پہنچا۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۲۴)مکرم محمود احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ ہماچل
۲۵)مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب
۲۶)مکرم ڈاکٹر جاوید احمد صاحب لون
۲۷)مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب
۲۸)مکرم شمشاد احمد صاحب عدن جرنلسٹ
۲۹)مکرم مسعود احمد صاحب راشد
۳۰)مکرم زبیر احمد صاحب اسلم
۳۱)مکرم کریم الدین صاحب اڑیسوی
۳۲)مکرم برہان الدین صاحب چراغ
۳۳)مکرم رفیق احمد صاحب باورچی
۳۴)مکرم وسیم احمد صاحب پونچھی
۳۵)مکرم عبدالعلیم صاحب ملکانہ
۳۶)مکرم عبدالسلام صاحب طارق
۳۷)مکرم عبدالمنان صاحب معلم
۳۸)مکرم سلطان صلاح الدین صاحب کبیر
۳۹)مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آف عثمان آباد
۴۰)مکرم مشیر الدین صاحب معلم گاندھی دھام

درج ذیل نمائندگان Humanity First کی طرف سے یو۔کے سے تشریف لائے:

۴۱)مکرم ابراہیم نونن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے
۴۲)مکرم نصیر الدین صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے
۴۳)مکرم شیخ نجیب الرحمٰن صاحب مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے

ممبئی سے آنے والے خدام:

۴۴)مکرم اقبال احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ممبئی
۴۵)مکرم ندیم احمد صاحب
۴۶)مکرم منیر احمد صاحب
۴۷)مکرم غلام احمد اسماعیل صاحب آف شولا پور مبلغ سلسلہ
۴۸)مکرم انجینئر نجیب احمد صاحب آف کیرالہ
۴۹)مکرم عبداللہ صاحب آف شموگہ

راجستھان کے خدام:

۵۰)مکرم داؤد احمد صاحب قائد مجلس جے پور
۵۱)مکرم عبدالرب صاحب
۵۲)مکرم عبدالحفیظ صاحب مبلغ سلسلہ
۵۳)مکرم رئیس الدین صاحب مبلغ سلسلہ
۵۴)مکرم عطاء الرب صاحب معلم بیاور
۵۵)مکرم اجمال احمد صاحب
۵۶)۵۷)۵۸)مزید تین خدام بھی تھے۔

نوٹ: مکرم عبدالحسن صاحب مالاباری مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم سفیر احمد صاحب شمیم مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو قادیان میں رہ کر اس ٹور کے لئے ادویات اور دیگر اشیاء کی خریداری اور تیاری کے سلسلہ میں نمایاں خدمت کا موقعہ ملا۔

ریلیف کے کاموں کی بعض تصاویر اگلے صفحات پر ملاحظہ کر سکتے ہیں

من الظلمات الی النور

اس عنوان کے تحت قبول احمدیت کی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل مضامین مقامی صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔ ساتھ اپنی تعارفی فوٹو بھی۔ (ایڈیٹر)

خدام احمدیت میدان خدمت میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان (بائیں سے دوسرے) قافلہ کو روانہ کرنے سے قبل اجتماعی دعا کروا رہے ہیں تصویر میں دائیں سے مکرم برہان احمد صاحب ظفر نگران دعوۃ الی اللہ گجرات، محترم محمد نسیم خان صاحب امیر قافلہ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ، محترم چوہدری محمد اکبر صاحب ناظر صاحب امور عامہ، محترم وحید الدین صاحب شمس نائب ناظر تعلیم نظر آرہے ہیں۔

قافلہ کے گجرات روانہ ہونے سے قبل محترم ناظر صاحب اعلیٰ قافلہ کے بعض ممبران کو ہدایات دے رہے ہیں۔

خدام احمدیت میدان خدمت میں

گجرات کے موضع کھاوڑا میں جماعت کی طرف سے نصب کئے گئے خیمے۔ جہاں پر رہ کر جماعت کی طرف سے اردگرد کے درجنوں دیہات میں ریلیف پہنچائی گئی

کھاوڑا (گجرات) میں امدادی کاموں کے آغاز پر اجتماعی دعا۔ بعض غیر احمدی مقامی احباب بھی دکھائی دے رہے ہیں

خدام احمدیت میدان خدمت میں

زلزلہ کی تباہی کا ایک منظر

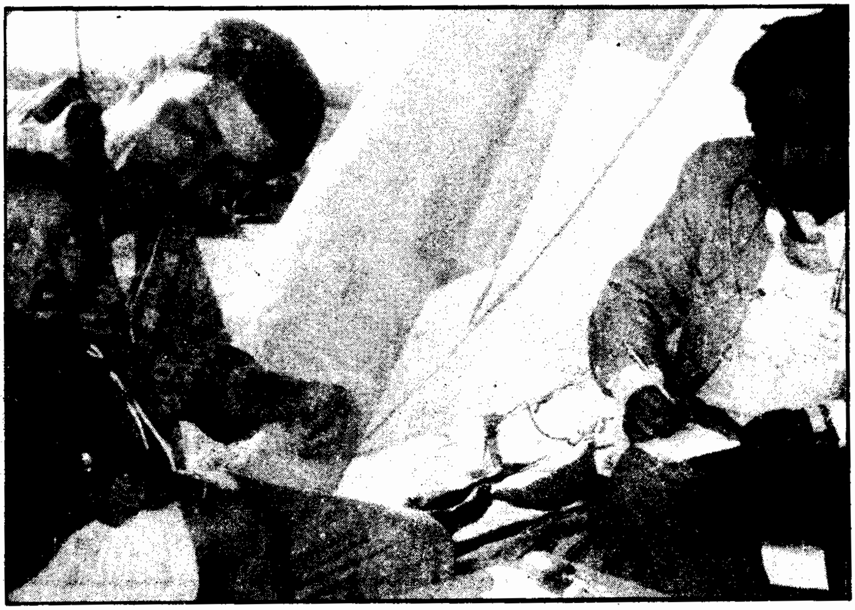

مکرم ڈاکٹر مظفر حسین ملک زلزلہ زدگان کا طبی معائنہ کرتے ہوئے

خدام احمدیت میدان خدمت میں

محترم نسیم خان صاحب امیر قافلہ، ریلیف کے کاموں کی نگرانی کرتے ہوئے

مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب مریضوں کا چیک اپ کرتے ہوئے

خدام احمدیت میدان خدمت میں

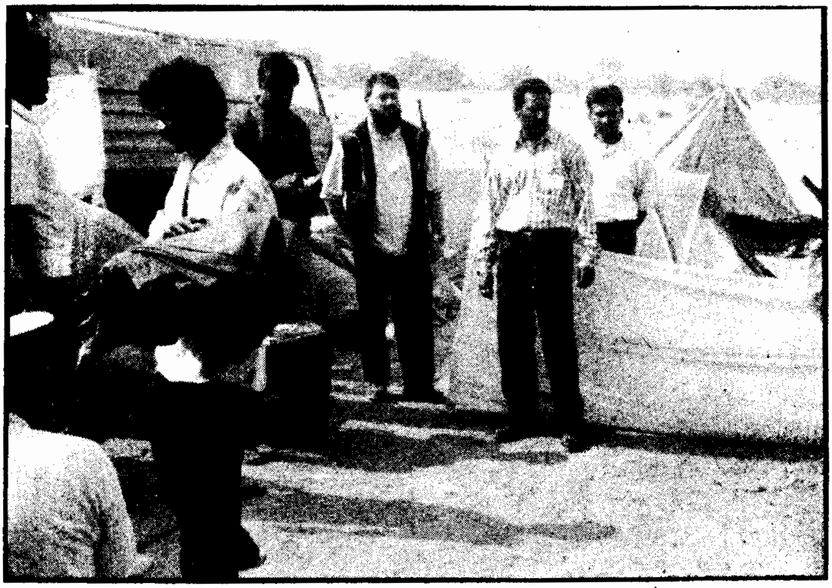

مکرم ابراہیم نونن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو کے Humanity First کے نمائندے کی حیثیت سے کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے

ریلیف ٹیم کے بعض ممبران ریلیف کی اشیاء کے پیکٹ بنارہے ہیں تاکہ مستحقین میں بسہولت تقسیم کئے جاسکیں۔

خدام احمدیت میدان خدمت میں

ریلیف کی اشیاء کی تقسیم میں بعض غیر احمدی مقامی احباب نے بھی بھرپور تعاون دیا

ریلیف کے سامان کی دیکھ بھال کرتے بعض خدام

خدام احمدیت میدان خدمت میں

Humanity First کی طرف سے لگائے گئے لنگر کا ایک منظر

اراکین وفد کی ایک گروپ فوٹو

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. R. N. 38951/82

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Editor:- Zainuddin Hamid

Ph : (91) 1872 - 70139 (R) 72232
Fax : 70105

Vol. No. 20 March2001 No. 3

دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانئ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ ... کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ ... اے یوروپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔"